منفرد سفر نامه

سفر ارض الانبیاء

وقار الیاسین خان











تاریخی و تصویری

منفرد سفر نامہ

سفرارض الانبیاء

وقارالیاسین خان

نام کتاب : سفر ارض الانبیاء

تالیف : وقار الیاسین خان

کمپوزنگ : فہد یوسف

شاعری : یاسین راہی

ناشر : ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی

اشاعت : اول ، نومبر 2025ء

شائع کردہ / کتاب ملنے کا پتہ

ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی

۱۰ گراؤنڈ فلور ، سعد ٹاور، سٹی کیئر ہسپتال یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد ، حیدرآباد، سندھ

فون نمبر : 03003010794

فہرست

مقدمہ

محترم جناب وقارالیاسین خان صاحب نے کافی محنت و جانفشانی سے اس کتاب "سفر ارض الانبیاء" کو لکھا ہے ۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنے اردن کے سفر اور زیارت قبور انبیاء کو اس طور لکھا ہے کہ قاری خود کو بھی اس سفر کا حصہ محسوس کرتا ہے۔حدیث شریف میں قبور کی زیارت کی تلقین کی گئی کہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثواب کی نیت سے سفر کرنے میں انبیاء کی قبور کی زیارت ، صحابہ ، تابعین و اولیاء اور ہر اس شخص کی قبر کی زیارت شامل ہے جس کی وفات کے بعد اس کے مشاہدے سے تبرک سے حاصل کیا جاتا تھا، اب اس کی وفات کے بعد اس کی قبر کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لئے سفر کیا جا سکتا ہے۔ مصنف نے اس بابرکت سفر کی روداد لکھ کر تمام قارئین کو بھی اس ثواب کا کچھ حصہ حاصل کرنے کا موقع فراہم کر دیا۔ مصنف نے تمام سفر کی روداد، قبور انبیاء کے مقامات ، انبیاء و صحابہ کی قبور کی تفصیلات مع ان کے حالات و واقعات اس کتاب میں جمع کر دی ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ ہر صحابی کا نام / تفصیل / احوال / جنگوں کی شرکت ، ولادت و وفات ذکر کی بلکہ ان سے متعلق فرمان رسول ﷺ کو بھی ذکر کیا تاکہ قاری نہ صرف ان کے مزار سے واقف ہو بلکہ ان کی حیات کے احوال سے بھی واقفیت رکھے۔ اس کے علاوہ مصنف نے ہر متبرک مقام کی فضیلت ، اس سے متعلق آیات و احادیث کو بھی ذکر کیا جس سے نور ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے ۔ قرآن پاک میں مذکور بستیوں کا بھی سفر کیا اور ساتھ ساتھ ہر مقام سے متعلق آیات کا بھی حوالہ دیا جس میں انسان کے لئے عبرت و نصیحت ہے۔ غرض یہ کہ یہ کتاب قبور انبیاء کے سفر سے متعلق بہت ہی جامع ، علمی اور دلچسپ کتاب ہے جس کا ہر باب ہی قاری کی توجہ اپنی طرف مرکوز رکھتا ہے۔ گھر بیٹھے مختلف ملکوں میں موجود قبور انبیاء / صحابہ / مقدس مقامات کے سفر کی اس سے آسان اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالی مصنف کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اللہ تعالی ہمیں انبیاء کرام کی تعلیمات ، صحابہ کرام کے نقش قدم پہ چلنے اور مقدس مقامات کی برکات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹیڈیز

جامعہ سندھ جام شورو

تمہید

رو میں ہے رخت سفر

سفر ذات کا ہو یا کائنات کا اگر جستجوئے تلاش حق ہے تو پھر سفر ذات کے رمز اور کائنات کے رموز کھول کر رکھ دیتا ہے، اور اس بات پر یقین آجاتا ہے کہ **"دما دم آرہی ہے صدائے کن فیکون"**

لیکن اگر سفر صرف تفریح یا محض تصویر کشی ہے تو پھرہائے **پوشیدہ رہے کچھ رمز اور** کا احساس بھی نہیں ہوتا سفر چاہے ملکوں کا ہو یا زندگی کا اکارت چلا جاتا ہے شیخ بن مسعود کا کہنا ہے کہ "سانس ایک قدم ہے جو زندگی کو آگے لے کر جاتا ہے، آگے جانے کا مطلب کچھ حاصل کرنا ہے، اور سفر کا ہر قدم حصول دریافت ہو تو ظاہری سفر اور باطنی سفر دونوں کا حق ادا ہو جاتا ہے" شاید اسی لیے میر نے کہا تھا کہ

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس گار کاہ شیشہ گری کا

وقار نے بھی ایک سفر کیا اس ارادے سے کہ باطنی سفر کا حق بھی ادا ہو، اور اس کے لیے انھوں نے ایک منفرد پہلو نکالا وہ یہ کہ ان مزارات کو منتخب کیا جائے جو ابھی حقیقت طلب ہیں کہ یہ مزارات حقیقت میں ان بزرگوں کے ہیں جن کے اسماء سے یہ منسوب ہیں یا اس میں کوئی پس و پیش کی گنجائش ہے "مزارات" ان کی حقیقت یا ضرورت کیا ہے؟

عزیزان کرام، سورج غروب ہو جاتا ہے تب بھی روشنی چار سو پھیلی رہتی ہے، اس روشنی کو مقدم سمجھنے والے اپنا دامن مراد بھر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ سورج بظاہر غروب ہوا ہے لیکن یہ کہیں اور روشنی بکھیر رہا ہے، گویا سورج ہمارے لیے غروب ہے تو کسی کے لیے طلوع ہے، بس یہ مقربین رب، اور منتخبین مالک کائنات کے مقبرے اور مزارات بھی غروب آفتاب کی روشنی ہیں، جو دلوں کو ماہتاب کی روشنی سے منور کر دیتے ہیں، وقار میاں نے بڑی جاں فشانی سے اردن، مصر اور دیگر علاقوں سے ایسے پیغمبران حق، صحابہ کرام، تابعین اور دیگر معتبر بزرگان دین کے مزارات کو موضوع تحریر اور مقصد سفر بنایا ہے، پھر تاریخی حوالوں سے ان صحیح ہونے کی تصدیق کو پیش کیا ہے ایسے کام اللہ اپنے منتخب بندوں سے ہی لیتا ہے ان کے دل میں خیال ڈالتا ہے پھر خیال کو تحریک دیتا ہے، تحریک کو مہمیز دیتا ہے اور مہمیز تو تحریر دینے کی سعادت سے مشرف فرماتا ہے وقار میاں نے بڑے خلوص اور محنت سے یہ مبارک کام انجام دیا، تصویریں بھی پیش کی ہیں اور محترم شخصیات کا تعارف بھی لکھا ہے، میں انھیں اس کام پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی (حسن عاجز)
ایم بی بی ایس، پی ایچ ڈی
حیدرآباد ، سندھ

تقــریظ

الحمد لله، ولا نعبد إلا اياه
والصلاة والسلام على رسول الله
و على أهله و صحبه أجمعين

أمّا بعد، فأعوذ بالله من الشيطان الرحيم
بسم الله الرحمن الرحيم

تعلیم و تعلم کے حوالہ سے قرآن و حدیث اور دیگر علوم قرآنیہ ایک عرصہ دراز سے میرا اوڑھنا بچھونا رہے ہیں اسلئے کسی بھی اور موضوع پر کتب کا مطالعہ یا تو ان ہی کے تناظر میں ہوا ہے یا کسی فطری مجبوری کے تحت جیسے کسب معاش وغیرہ، اور رخت سفر باندھنے کے معاملہ میں بھی بعینہ یہی رویہ ہے جو ما قبل سطور میں مذکور ہوا۔

اس تمہیدی تعارف کی ضرورت اسلئے پیش آئی کیونکہ میرے ممدوح و محسن اور عزیز دوست وقار الیاسین نے مجھ ناچیز سے اس علمی و تعلیمی سفر نامہ کی تقریظ لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر پس وپیش کا مظاہرہ توکیا مگر ان کے اصرار نے زباں بندی کی اور اس تقریظ کیلئے قلم اٹھانے کی تحریک پیدا ہوئی۔ میں بسبب اپنی گو ناگوں مصروفیات کے اس کتاب "سفر ارض الانبیاء" کا مکمل مطالعہ تو نہیں کرسکا مگر اس کے چند ابتدائی و متفرق صفحات کے مطالعہ نے جو چیز مجھے سمجھائی وہ چند سطور میں اختصار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں حاضر ہیں۔

یہ ایک منفرد سفر نامہ ہے جس میں تاریخ اسلام کی عظیم ہستیوں کا ذکر ان شواہد کی بنیاد پر کیا گیا ہے جو آج بھی بنی نوع انسان کیلئے محفوظ و موجود ہیں۔ یہ ہزاروں سال پر محیط تاریخی مقامات کا ایسا آنکھوں دیکھا حال جو ان سے متصل واقعات میں زندگی کی نئی روح پھونکتا اور لفظوں کے راستہ قارئین کے دل میں اتر جاتا ہے۔ یہ تحقیق سے بھرپور ایک ایسا سفر نامہ ہے جس کی زبان سادہ اور دوستانہ ہے، اور اس کے جملہ مندرجات کو قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے مزیّن کیا گیا ہے جو اس کتاب کی ثقاہت میں اضافت کا باعث بنتا ہے۔

میں مؤلف کو ایک عرصہ دراز سے جانتا ہوں اور انگلینڈ کے ایک ذاتی سفر کے دوران ان کی پر خلوص مہمان نوازی سے لطف اندوز بھی ہو چکا ہوں۔ انکی دیانت و امانت کی گواہی دیتا ہوں اور مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ اس کتاب کی تدوین و تالیف میں انکی شخصیت کے ان پہلوؤں کی مکمل عکاسی پائی جائے گی۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ان کی اس کاوش کو دونوں جہاں میں قبولیتِ عام و خاص عطا فرمائیں، اور یہ لوگوں کیلئے رب کائنات کی جانب سے بھیجی ہوئی ہدایت کا ایک ذریعہ ثابت ہو۔ آمین۔

والسلام

اَحقر
کاشان اقبال (کینیڈا)
معلّم، عالمی ادارہ برائے قرآنی خواندگی
International Quranic Literacy Foundation
Iqlfoundation.com

وقار سفـــر ، وسیلۂ ظفـــر

سفر وسیلۂ ظفر ہوتا ہے اور اگر زادِ راہ میں شوقِ تحقیق، ذوقِ تحریر، جستجوئے زیارت اور ارادہ بوسہِ بر مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی پیش نظر رہے کہ اس سفر پر نقشِ ثانی رکھنے والوں کو راہ ہموار ملے، شجر سایہ دار ملے، قدم قدم پر رہنمائی کا سامان اور معلومات کی سبیل ملے تو ایسے اسفار کو قابل مبارک اور رودادِ سفر کو قرطاس پر منتقل کرنا یقینا" قابل داد و تحسین بھی ہے،

وقار صاحب نے اسی ارادے سے سفر کا قصد کیا اور زادِ سفر میں صرف یہ خیال مبارک رکھا کہ ان مقامات کا انتخاب کیا جائے جہاں انبیاء علیہ سلام کی نسبت رہی، قرآن و حدیث کی روشنی کے بعد تو کسی شک و شبہ کی ضرورت نہیں لیکن چند ایسی شخصیات سے متعلق مزارات و مقامات جہاں محققین، محدثین، اور معلمین کا اجماع اس بات پر رہا ہو کہ فلاں پیغمبر یا صحابی کا مزار مبارک، یا قیام مبارک اس زمین پر رہا اس مقام کو تحقیقی سند کے ساتھ اجاگر کیا جائے صرف یہی نہیں بلکہ اس عظیم ہستی کا مختصر تاریخی و تحقیقی پس منظر بتاتے ہوئے تصدیق کی جائے کہ یہ مقام مستند حوالوں کے ساتھ مصدقہ نسبت رکھتا ہے، گویا وقار صاحب نے عظیم ہستیوں سے متعلق گمان مقام اور فرمان مصدقہ سے مقامات کا تعین کیا ہے گویا ان دونوں کے درمیان تحقیقی پرچم آویزاں کرتے ہوئے ایک حد فاصل کھینچ دی ہے، تاکہ تشکیک اور تصدیق کا فرق واضح ہو سکے،

کیا یہ کام آسان ہے؟ کیا یہ کام ہر ایک کا مقدر ہو سکتا ہے ؟ سفر کرنے سے زیادہ ، سفر نامہ نویسی مشکل امر ہے وہ بھی اس طرح کہ تحریر کا رشتہ تصویر سے قائم ہو سکے یعنی پڑھنے والا ذہنی طور پر شریک سفر ہو جائے، اس کے ذہن میں تحریر سے ایک تصویر بن جائے یقینا" مشکل امر ہے، مستزاد یہ کہ سفر نامہ اس ارادے سے لکھا جائے کہ منسوب روایتوں اور صادق حوالوں سے کے درمیان فرق کی نشان دہی کی جائے، ایسے کام کرنے والے تو منتخب ہوتے ہیں

این سعـــادتـــ بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وقار صاحب نے اس سفر میں سفر کی تکان، سفری سامان، دھوپ اور سائیاں، موسم کا تغیر، رہن سہن، رسم و روایات نہیں بتائے نہ ہی عمارتیں گنوائی اور نہ روڈ ناپے، نہ ہی باغات اور سوغات دکھائے نہ ہی وہاں کی محفلوں کی روداد لکھی ہے اور نہ ہی مہمان نواز لوگوں کے قصیدے اور خواص بیان کیے، جیسا کہ ان لوازمات اور نکات کو عام طور پر سفر ناموں کے اجزائے ترکیبی کہا جاتا ہے بلکہ انھوں نے اللہ رب العالمین کے احسانات بتائے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ پیغام خداوندی کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر نبی آخرالزمان، احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ختم ہوا اس دوران وہ چند شخصیات جن کا تعلق اردن، مصر، عمان، فلسطین اور اس سے قریب کے علاقوں سے رہا ان مقامات کي حقیقت اور ان سے متعلق شخصیات کی فضیلت، ان کا دور، ان کا مقصد ان سے وابستہ روایتیں، حکایتیں، اور تحقیقی شہادتیں کیا ہیں، وہ بیان کیا گیا ہے، نیز ان تاریخی مقامات کی تصویروں نے کتاب کو مزید دلکش بنا دیا ہے ایسے سفر نامے آئندہ مسافروں کے لیے کہیں مشعل راہ اور کہیں زاد راہ کے طور پر کام آتے ہیں، اور سفر نامہ نویس کے لیے اس کی حیات متعار کے بعد سفر آخر میں وسیلہ ظفر کے طور پر کام آتے ہیں۔

وقار صاحب نے اس سفر نامے میں وہ سہل اور رواں زبان استعمال کی ہے جو ہر ایک کے لیے ترسیل اور تسکین کا ذریعہ بن سکتی ہے، میں اس سفر مبارک پر وقار صاحب کو مبارک باد، اور اس کو ضبط تحریر میں لانے پر مزید مبارک بادیاں پیش کرتا ہوں، کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب مسافر نواز اور اس راہ میں شجر سایہ ،،دار ثابت ہوگی

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

ڈاکٹر مسرور احمد زئی
ناظم امتحانات حیدرآباد۔ تعلیمی بورڈ

حرف آغاز

قرآن مجید و فرقان حمید ہی ایک ایسی الہامی کتاب ہے جس میں آج تک کوئی ردّوبدل نہیں ہوسکی کیونکہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تبارک تعالی نے اٹھائی ہے بقیہ تمام الہامی کتابوں اور صحیفوں میں ان کے ماننے والوں نے تحاریف کی ہے۔ لہذا ہم قرآن مجید و حادیث مبارکہ ہی کو سند مانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ملتا اس کو تاریخ کی کتابوں میں تلاش کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ جب میں نے ملک اردن جانے کا ارادہ کیا کہ وہاں جو عظیم ہستیاں ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جائے ، لیکن ذہن میں ایک مشکل ایسی آن پڑی جو سلجھ نہیں پا رہی تھی کہ ان انبیاءکرام علیہ الصلوۃ والسلام و صحابہ رضوان تعالی علیہم اجمعین کے مزار اقدس واقعی وہاں موجود بھی ہیں یانہیں ، مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام ، حضرت داؤد علیہ السلام ، حضرت ہود علیہ السلام ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ و دیگر جن کا یہاں مدفون ہونا کسی طور پر بھی ممکن نہیں لیکن ان کے یہاں مقابر اور قبور بنائے ہوئے ہیں ۔ اس لئے یہ داعیہ پیدا ہوا کہ کچھ ایسا کام کیا جائے کہ اگر کوئی مسافر اردن آنے کا ارادہ کرے، اور ان عظیم شان ہستیوں کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کرے تو اسے ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ یہی سوچتے ہوئے عاجز سفرنامہ اردن تحریر کرنے کی جسارت کررہا ہے، اور دلی کوشش یہی ہے کہ علماء و محققین کا اجماع کو دیکھتے ہوئے حقائق کو سفرنامہ کی زینت بنایا جائے تاکہ یہ عوام الناس کے لئے آسانی کا ذریعہ ہو اور ان کے دلوں میں اردن جانے کے شوق کوبیدار کیا جا سکے، اسی لئے کافی تعداد میں تصاویر کو بھی شامل سفرنامہ کیا ہے، عاجز کی یہ کوشش رہی ہے کہ جن شخصیات گرامی قدر کے بارے میں تحریر کیا جائے ،اسے قرآن و حدیث، علماء و محققین کی تحاریر کی کسوٹی پر پرک لیا جائےاور اختصار کے ساتھ لکھا جائے تاکہ قاری تک معلومات پہنچ بھی جائیں اور وہ بیزاریت و بوریت کا شکار بھی نہ ہو ۔ اب میں کہاں تک اس میں کامیاب ہوا ہوں وہ آپ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی اندازہ لگا سکیں گے۔ آخر میں عاجز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میرے بڑے بھائی ، دوست اور رہنماء ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی اور میری اہلیہ نادیہ خان کا ممنون اور شاکر ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کے لئے ہر قدم پر گراں قدر مشورے دیئے۔اہلیہ محترمہ نادیہ خان ہر قدم و مقام پر میرے ساتھ رہیں ،اور حضرت ڈاکٹررفیع الدین صاحب نے اردو اغلاط کی تصحیح و

ترتیب اور اصلاح میں مدد فرمائی۔ اس کے ساتھ میرے دوست چیف انجینئر اختر علی مغل جن کا تعلق تو میرپور خاص (سندھ) سے ہے لیکن آج کل آسٹریلیا میں مقیم ہیں اور وہاں میرین کالج میں پڑھاتے ہیں وقتاً فوقتاً رہنمائی کرتے رہے، اس کے علاوہ ہر دل عزیز بہن نور (اسلام آباد،ریٹائر لیکچرار) ، فوزیہ ارم (کراچی، بین الاقوامی درس و تدریس سے وابسطہ) اور میرے عزیز دوست فرحان اختر (Ex.Royal Navy UK) جو آجکل برطانیہ میں پروبیشن آفیسر ہیں نے بھی خاطر خواہ مدد دی جس کو کسی طور پر بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے رہبرورہنما محترم و مکرم جناب حضرت سید سلیم بخاری دام برکاتہم کی توجہ ہر قدم پر میرے پیش نظر رہی اور آپ کی ذات کا فیضان ہے کہ مجھ ایسا بھی کچھ لکھنے کے لائق ہوگیا، اور قربان جاؤ میں اپنے پیرومرشد وحید عصر حضرت ڈاکٹر غلام مصطفی خان رحمتہ اللہ جنھوں نے براہ راست بیعت فرماکر اپنے خلیفہ حضرت سلیم بخاری دام برکاتہم کے حوالے کیا، اور پھر حضرت سلیم صاحب نے میری اصلاح اور پرورش باطنی میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور پھر وہ دن بھی آیا جب مکہ المکرمہ میں حضرت ڈاکٹر رفیع الدین صاحب اور متعدد مردین کی موجودگی میں اجازت نامہ حلقہ ذکرومراقبہ براہ برطانیہ عطا فرمایا اور ڈاکٹر رفیع الدین صاحب کے ہاتھ کی تحریر اور حضرت سلیم صاحب کے دستخط کے ساتھ یہ دستاویز برطانیہ میں میرے پاس موجود ہے۔

عاجز دعا گو ہے کہ اللہ تبارک تعالی ہمارے حضرت ڈاکٹر غلام مصطفی خان رحمتہ اللہ علیہ کے درجات عالیہ خوب خوب بلند فرمائے، جنت میں اعلی سے اعلی مقامات عطا کرے اور ان کے فیض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری وساری فرمائے آمین۔

مؤلف :

وقار الیاسین خان (چیف انجینئر میرین)

بی ای میکینیکل (یوکے) ، بی ایس میرین انجینئر (پی ایم اے، پاکستان) ، ایم آئی ای ٹی (یوکے)

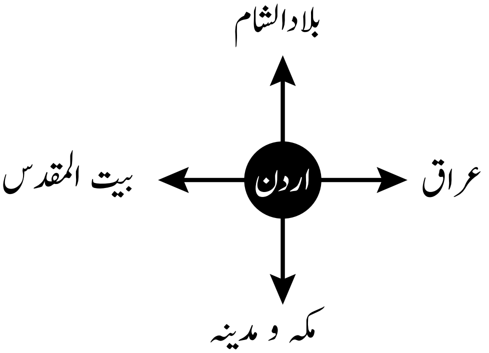
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفرِ اولیٰ

الحمدللہ آج ہم ایک عظیم مقصد کیلئے اردن روانہ ہو رہے ہیں بلکہ جب سے ہم فلسطین سے آئے ہیں یہی خواہش رہی کہ جن انبیائے کرام کے مزارات شام ، اردن اور عراق میں ہیں وہاں جانے کا شرف بھی اللہ عطا فرمادے۔

منگل کی صبح ۷ فروری ۲۰۲۳ کوہم لوگ لندن لوٹن ائرپورٹ سے روانہ ہوئے اور ہنگری کے شہر بوڈاپیسٹ سے ہوتے ہوئے اردن کے شہر عمان پہنچنا تھا لہذا لندن سے بوڈاپیسٹ ایک کم دورانیہ کی فلائٹ تھی اور بوڈاپیسٹ میں موسم لندن کے سرد اور منفی درجہ حرارت کے مقابلہ میں ۲۳° ڈگری درجہ حرارت تھا۔یہاں پہنچ کر ہمیں اپنے ساتھ سفر کرنے والے دو خاندانوں کا انتظار کرنا تھا ،جوبرمنگھم (برطانیہ)سے آرہے تھے ، ایک گھنٹے بعد ہی برادرم حسیب اور برادرم ڈاکٹر عثمان اپنے بیوی بچوں کے ساتھ تشریف لے آئے، بوڈاپیسٹ ائرپورٹ بہت ہی صاف ستھرا ہے ، دن میں تو ایسا لگ رہا تھا کہ یہاں کم ہی لوگ آتے ہونگے، کچھ دیر پہلے جس کی ویرانی دیکھی نہیں جا رہی تھی لیکن چند ہی گھنٹے گزرنے کے بعد کہیں گم سی ہوگئی اور خوب رونق ہوگئی۔ ہم چائے کے رسیا ٹھرے تو ائر پورٹ پر چائے پینے کامزہ ہی آگیا۔





کچھ ہی دیر بعد ہم لوگ ویز ائر کے ذریعے اردن کے شہر عمان کیلئے روانہ ہو گئے یہ تقریبا ۳ گھنٹے کی فلائٹ تھی ۔



المملکۃ الاردینہ الہاشمیہ

۸ فروری بروز بدھ رات کو ہم برکتوں والی سرزمین اردن کے دارلخلافہ عمان پہنچے جہاں کئی انبیاء کرام علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے جیسے حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔یہاں اسلام کی اہم جنگیں موتہ و یرموک بھی ہوئیں۔ اردن نے کئی اسلامی ادوار دیکھے ہیں جن میں خلافت راشدہ، خلافت اموی ، خلافت عباسی دور، خلافت فاطمی و خلافت عثمانی دور ہیں۔ اردن ۲۳ مئی ۱۹۴۶ کو آزاد ہوا اور آج بھی اسلامی تاریخ اور ثقافت اردن کی شناخت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس میں پچانوے فیصد سنی مسلمان ہیں۔



سرکاری زبان : عربی

آبادی : ۱۱.۵ ملین

رقبہ : ۸۹،۳۴۲ کلومیٹر اسکوئر

کرنسی : اردن دینار

یہ ملک تقریبا ۲.۱ ملین فلسطین مہاجرین اور ۱.۴ ملین شامی مہاجرین کو ابھی تک پناہ دے چکا ہے



عمان

عمان اردن کا سب سے بڑا شہر اور دار لحکومت ہے۔ اسکا پرانا نام امون تھا پھر رومن دور میں یہ فلاڈیلفیا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ساتویں صدی میں مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اور یہ ترقی کرتا رہا۔ عثمانی دور میں یہ دمشق اور مدینہ کے درمیان ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا تھا۔ آج کل یہ دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے ایک تاریخی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔یہاں قدیم تاریخ بکھری پڑی ہے۔ قدیم کھنڈرات کے ساتھ جدید اور پر کشش مقامات بھی دیکھنے میں نظر آتے ہیں۔



کنگ عبداللہ مسجد عمان



شہر عمان دنیا کے نقشہ پر

عمان ائرپورٹ(مطار الملکہ علیاء الدولی) پہنچتے ہی لمبی لمبی قطاروں کا سامنا کرنا پڑا دنیا بھر سے مختلف رنگ و نسل کے سیاح اردن دیکھنے آئے ہوئے تھے ۔ خصوصاً قدیم مقامات کیونکہ مغربی سیاحوں کو قدیم تاریخ و مقامات سے خصوصی لگاؤ ہے کیونکہ ان کے یہاں جدیدیت کا ڈنکا پٹ رہا ہے ،اور جدیدیت کا سکہ ہی چل رہا ہے ۔ ہم لوگوں نے یہاں آنے سے پہلے ایک ٹور آپریٹر کو بک کیا ہوا تھا اور ان کی کمپنی کا ڈرائیور ہمیں لینے کیلئے ائرپورٹ سے باہر انتظار کر رہا تھا ،اور انھوں نے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ ان کا نمائندہ ائرپورٹ کے اندر بھی آکر امیگریشن کے مراحل سے جلد ہی گزروا کر باہر لے آئے گا۔ہم لوگوں نے اردن آنے سے پہلے اردن پاس کر لیا تھا جس میں ویزہ فیس اور ۴۰ تاریخی مقامات کا فری داخلہ بھی شامل تھا۔

ٹورآپریٹر کا نمائندہ ہمیں ائرپورٹ کے اندر ہی مل گیا اور وہ ہمیں قطاروں و امیگریشن سے نکلواکر ایسے لے گیا جیسے وہ ہمارا پروٹوکول آفسر ہو۔ باہر ہمارے انتظار میں ۹ سیٹر وین کھڑی تھی جسے ہمیں لیکر ہوٹل جانا تھا۔





مؤلف وقار ہوٹل اینٹیکا عمان میں

اور یہی ڈرائیور ہمیں لیکر اگلے دن مقدس و تاریخی مقامات لے جانے کے لئے مقرر تھا ،اور جب اس ڈرائیور سے بات ہوئ تو وہ کل عمان سے باہر لے جانے میں ہچکچارہا تھا کیونکہ ایک عرصے بعد وہاں بہت زیادہ ژالہ باری ہوئ تھی، اور معلوم ہوا کہ کل موسم ٹھیک نہیں۔ ہماری مجبوری یہ تھی کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں تھا پہلے دن ہمیں شمال کی طرف جانا تھا دوسرے دن جنوب کی سر زمین دیکھنے کا فیصلہ ہوا ،دل میں آئی کہ کل کی کل دیکھی جائے گی ابھی فی الحال رات کے کھانے کا کچھ بندوبست کیا جائے، کیونکہ رات گہری ہوتی جارہی تھی مگر جلد ہی ہمیں ایک ریسٹوران ملا جہاں سے عربوں کا مقامی کھانا شاورمہ مل گیا۔لذت کام و دہن کے بعد ہم ہوٹل اینٹیکا پہنچ گئے یہاں ہمارا قیام دو دن اوردو راتوں کا تھا اینٹیکا ایک روایتی ہوٹل تھا جہاں ناشتہ ہمیں اعزازی طور پر دیا جانا تھا بس پھر کیا تھا نماز ادا کرکے سونے کے لئے لیٹ گئے کیونکہ ڈرائیور کو صبح ۸ بجے آجانا تھا۔

بدھ کی صبح ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک ۸ بجے ہم روانہ ہوئے۔ راستے میں ٹریفک جام تھا، جگہ جگہ برف پڑی ہوئ نظر آئ۔ ہمارے ڈرائیور نے بتایا کہ ہم لوگ سب سے پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کے مزار اقدس پر حاضر ی کے لئے جارہے ہیں، جوکہ عمان کے مغرب میں ہمارے ہوٹل سے ۲۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے ،راستہ نہایت خوبصورت تھا کیونکہ یہ ایک وادی ہے جسے وادی شعیب کہاجاتا ہے ،خوبصورت پہاڑی راستوں پر چلتے ہوئے نظر وادی کے حسن کو دیکھ رہی تھی ،مگر دل بیتاب تھا کہ راستہ جلد طے ہوجائے اور حضرت علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوجائیں، اور عاجزانہ سلام عرض کرنے کا موقعہ مل جائے، دل فخر سے کانپ رہا تھا کہ کچھ دیر بعد وہ لمحات آنے والے ہیں جب ہم ایک عظیم الشان نبی کی خدمت میں حاضر ہونگے ۔ بچپن ہی سے آپ علیہ السلام کے متعلق کتابوں میں پڑھا تو بہت تھا لیکن کبھی سوچا نہیں تھا کہ حاضری کا موقعہ بھی اس فانی زندگی میں میسر آئے گا ،اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے ۔ مجھے تو یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب میرے والدین و بزرگوں خصوصی طور پر میرے شفیق استاد، شیخ و مرشدحضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سید سلیم خان بخاری دامت برکاتہم اور ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی دامت برکاتہم کی دعاؤں کا ثمر ہے، ورنہ ہر کسی کو ایسی معتبر ہستیوں کے یہاں جانے کا شرف حاصل کہاں ہوتا ہے۔

اے شعیب نبی، رہبرِ حق و ضیا
تیری دعوت میں، حکمتوں کی ضیا

مدین کی بستی میں، تو نے پیغام سنایا
عدل و انصاف کا، درسِ عظیم بتایا

رب کا پیغام، تو نے سب کو دیا
بدکاروں کو، عبرت کا منظر دیا

صبر و تحمل کا، تو نے سبق دیا
نافرمان قوم کو، حق کا راستہ دکھایا

(دعائے شعیب)

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ (سورہ الاعراف - ۸۹)

اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کردے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

الحمدللہ بدھ کی صبح دس بجے ۸ فروری ۲۰۲۳ کو ہم لوگ دشوار گزار پہاڑی رستوں سے ہوتے ہوئے آخرکار وادی شعیب پر پہنچے، پہاڑی رستہ کافی خوبصورت تھا جو گھومتا بل کھاتا ہوا اوپر جارہا تھا، اور اوپر جاکر ہم لوگ نبی شعیب علیہ السلام کے مزار اقدس پر پہنچے جہاں آپ علیہ السلام مدفن ہیں ، مسجد و مزار اردنی حکومت نے کافی خوبصورت بنایا ہوا ہے ، آپکی مسجد میں دو رکعات نفل پڑھنے کے بعد جب ہم لوگ خطیب الانبیاء علیہ السلام کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو اپنے آپ پر رشک آرہا تھا ،کہ اللہ نے ہم لوگوں کو ان خاص لوگوں میں شامل کرلیا جن کو اپنے محبوب بندوں کے در پر حاضر ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔

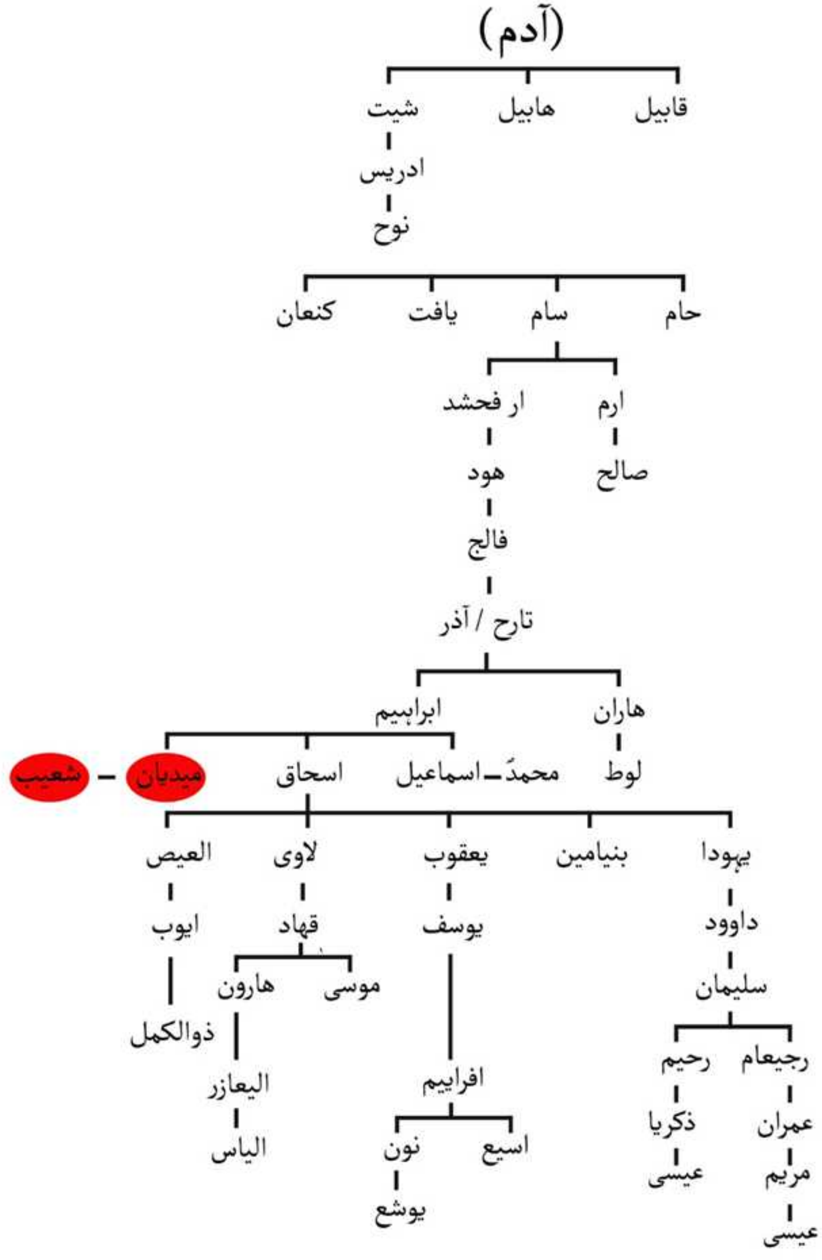
آپ علیہ السلام قوم مدین پر نبی بن کر آئے تھے بائبل میں آپ علیہ السلام جیترو کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ علیہ السلام کو خطیب الانبیاء کا لقب دیا کیونکہ آپ علیہ السلام بڑے ہی فصیح و بلیغ مقرر، شِیریں کلام ، حسن خطابت اور طرزِ بیان میں نمایاں امتیاز رکھتے تھے ،یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ السلام قوم مدین کو دعوتِ حق دیتے وقت فصاحت و بلاغت سے کام لیا کرتے تھے۔

آپ علیہ السلام نہایت ہی صابر نبی تھے کثرت کے ساتھ صلوۃ و ذکر میں مشغول رہتے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب رویا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام عربی تھے، آپ کے سلسلہ نسب کے متعلق کئی اقوال ہیں بعض نے شعیب بن نویب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم بتایا ہے ،اللہ رب العزت نے آپ کا ذکر قرآن میں ۱۱ مرتبہ فرمایا ہے

قرآن میں نبی شعیب علیہ السلام کا ذکر

سورہ قصص	سورہ الشعرہ	سورہ الکعبوت	سورہ العراف	سورہ ھود
۲۵ - ۲۸	۱۷۷ - ۱۸۹	۳۶ - ۳۷	۹۳ - ۸۵	۸۴ - ۹۵



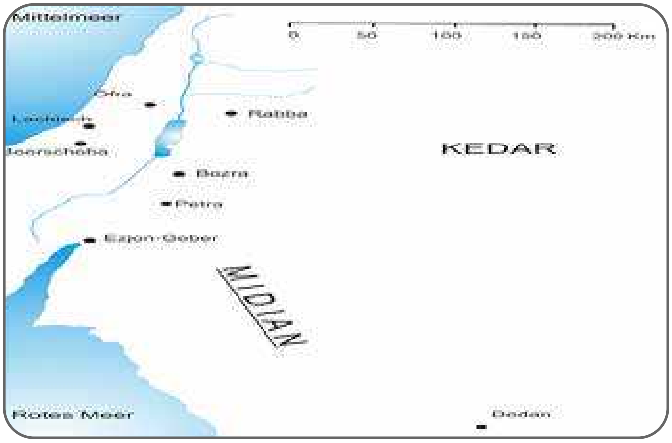

(آدم)
قابیل
هابیل
شیت
ادریس
نوح
حام
سام
یافت
کنعان
ارم
ار فحشد
صالح
هود
فالج
تارح / آذر
هاران
ابراهیم
لوط
محمدً
اسماعیل
اسحاق
میدیان
شعیب
یهودا
بنیامین
یعقوب
لاوی
العیص
داوود
یوسف
قهاد
ایوب
سلیمان
موسی
هارون
ذوالکمل
رجیعام
رحیم
افراییم
الیعازر
عمران
ذکریا
اسیع
نون
الیاس
مریم
عیسی
یوشع
عیسی



مسجد و مزار مبارک حضرت شعیب علیہ السلام

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ
بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورہ اعراف۔ ۸۵)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آچکی ہے تو تم ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔



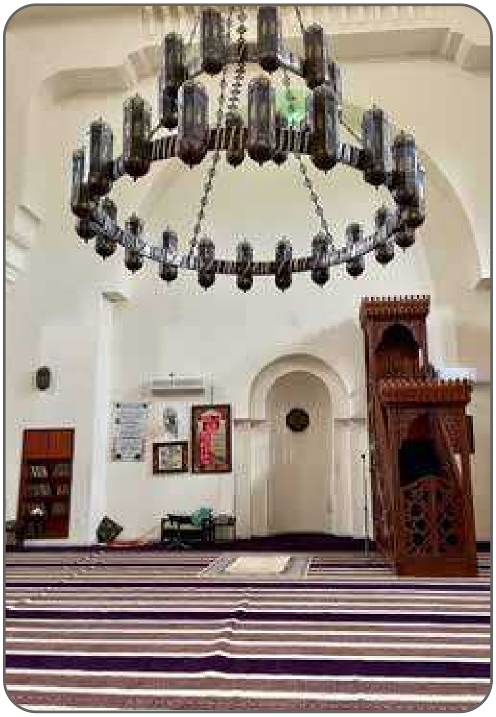
وادی شعیب (مدیان)



یہ ترقی یافتہ مدین شہر خلیج اقابہ کے مشرقی ساحل پرواقع تھا یہ شہر علاقہ تبوک اور قوم لوط کی بستیوں کے قریب واقع تھا۔ کچھ محققین یہ شہر شام کے شہروں میں شامل سمجھتے ہیں اور یہ ممکن سمجھتے ہیں کہ یہ موجودہ اردن کا حصہ تھا اور کچھ محققین کاخیال ہے کہ مدین موجودہ سعودی عرب میں تھا- اس شہر میں مدین کی قوم رہتی تھی اور شہر کا نام انھوں نے اپنا لیا۔ مدین قبیلے کے آباؤ اجداد کے بارے میں مختلف نظریے ہیں، اور وہ قبیلہ مدین شاید نبی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے تھا جو ان کی تیسری بیوی قطورا سے پیدا ہوئے تھے۔

یہ لوگ تجارتی قافلوں کے راستوں میں کھڑے ہوجاتے تھے اور ان سے قافلوں کا ۱۰ واں حصہ زبردستی وصول کرتے تھے، اس کے علاوہ ملاوٹ و ہیراپھیری اور ناپ تول میں کمی کے بھی ماہر تھے۔







وادی شعیب

ان حالات میں اللہ نے ان ہی میں سے پیغمبر شعیب علیہ السلام کو مدین قوم کے لیے منتخب فرمایا،انھوں نے ہر ممکن طریقے سے قوم کو نصیحت کے کلمات ارشاد فرمائے لیکن قوم مدین پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا ،چند لوگوں کے علاوہ کسی نے اثر قبول نہیں کیا اور اس قوم کے لوگ نبی شعیب علیہ السلام کے پاس آنے والے لوگوں کو روکتے تھے ، دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے اورموقع ملتا تو ان لوگوں کو بھی لوٹ لیتے تھے ،ان تمام مشکل حالات کے باوجود بنی شعیب علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دعوتِ حق کا سلسلہ جاری و ساری رکھا۔ اس قوم کے بااثر سرداروں نے آپ علیہ السلام کو دھمکیاں تک دے ڈالیں کہ" اے شعیب علیہ السلام دو باتوں میں ایک ضرور ہوگی"۔

☆ ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بستی سے نکال دیں گے۔

☆ تمھیں اتنا مجبور کر دیں گے کہ ہمارے دین میں آنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ غلط راہ پر گامزن ہو، دین حق کو چھوڑ کر باطل خداؤں کو مانتے ہو اس لئے تمھاری بات مان لینا بہت بڑا ظلم ہوگا ۔ اے میری قوم ! صبر کے ساتھ انتظار کرو اللہ تعالی تمھارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کر دے گا ،اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے جس بات کی تصدیق اللہ جل شان نے خود قرآن میں فرمائی ہے کہ :۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (سورہ ھود- ۸۸)

انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہوسکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے ماننے والے تو بہت تھوڑے ہیں ،اکثرنافرمان ہیں تو قوم مدین کا بھی یہی حال تھا کچھ ہی لوگ صراط مستقیم کی طرف پلٹے اور اکثر نے نافرمانی و سرکشی کا راستہ اختیار کیا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا :۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا شُعَيۡبًا وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَۙ (سورہ ھود۔ ۹۴)

اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو لوگ ظالم تھے، ان کو چنگھاڑ نے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (علامہ اقبال رحمتہ اللہ)



مزار نبی شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام نے طویل عمر پائی بعض نے چار سو سال بتائی ہے ۔
رسول خدا محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا تھا کہ خرید و فروخت کرنے والے دونوں با اختیار ہیں اگر سچ بولیں گے ،بات واضح و کھل کر بیان کیا کریں گے تو ان کے سودے میں اللہ برکت ڈال دے گا نہیں تو عیب چھپانے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری ، حدیث نمبر ۲۰۷۹ ، کتاب البیوع- خرید و فروخت کا بیان)







مؤلف وقار ٹور آپریٹر کے ساتھ وادی شعیب میں



دروز مذہب

اسرائیل کے شمال میں تبریہ کے اندر مقامِ نبی شعیب علیہ السلام واقع ہے دروز کے لوگ یہ یقین رکھتے ہیں، کہ شعیب علیہ السلام کا مزار یہاں پرہے اور نبی شعیب علیہ السلام کو تونبی مانتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں ،اور نہ ہی اسلام کو دین حق تسلیم کرتے ہیں بلکہ قرآن کی کچھ آیات کو ہی مانتے ہیں پورے قرآن کو نہیں۔ تو یہ کہنا صحیح ہو گا کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے ہی باہر ہیں ان کا کہنا ہے کہ جب قوم مدین پر عذاب آیا تو شعیب علیہ السلام یہاں آگئے تھے ،لیکن روایت مدین کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کہ صحیح بھی ہے۔

دروز اپنے آپ کو محمد بن اسماعیل الدرزی کی طرف نسبت کرتے ہوے دروز کہتے ہیں ،اور اپنے آپ کو المواہدون بھی کہتے ہیں یعنی یہ فاطمیوں کے باطنی فرقہ سے ہیں یا آسان لفظوں میں آغاخانیوں سے ایک گروپ نکلا اور ایک نیا مذہب بنالیا۔ ان کی ایک خفیہ کتاب "کتاب حکمت" ہے یہ اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے اور اس کو ہی دروز مانتے ہیں جس بچے کے ماں باپ دروز ہوں۔

تاریخ کے اوراق سے پتہ لگتا ہے کہ ۱۱ جولائی سن ۱۱۸۷سلطان صلاح الدینؒ جنگ حتین کے مقام پر صلیبی فوجوں کو شکست دیتے ہوئے ،یہاں پہنچے، تو اپنے گھوڑے کو چھوڑا تو وہ یہاں آکر رکا تو کھدائی کروانے پر یہ قبر اور پیر کے نشان ملے تو انھوں نے یہاں قبر اور مسجد بنوادی۔





دروز کے یہاں یہ نبی شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک ہے جو کہ اسرائیل کے شمال میں تبریہ کے اندر واقع ہے

(دعائے موسیٰ)

رَبِّ اِنِّیْ لِمَا لم اَنزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (سورہ القصص ۲۴)

پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہم وادی شعیب پہنچے جہاں نبی شعیب علیہ السلام مدفون ہیں وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک عرصہ گزارا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے ہوئی ، اسلیئے اس علاقہ سے آپ علیہ السلام کی یادیں وابستہ رہی ہیں اللہ سب کو ایسے مقامات کی زیارت نصیب فرمائے، آمین۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام موسی ابن عمران علیہ السلام تھا آپ کا لقب کلیم اللہ تھا اور آپ علیہ السلام بنی اسرائیل پر نبی نبا کر بھیجے گئے، آپ علیہ السلام کا تزکرہ قرآن مجید میں ۱۳۶ مرتبہ آیا قرآن کریم کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے ، پیدائش کے بعد آپ علیہ اسلام کی والدہ نے فرعون کے خوف سے اپنی اولاد کی زندگی کے لیے آپ کو ایک ٹوکری میں ڈال کر دریا سپرد کردیا ،پھر فرعون کی بیوی آسیہ (حضرت آسیہ علیہ السلام کو بعد میں اللہ نے اسلام کی دولت سے نوازا اور آپ کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے) آپ کو پانی سے نکال کر اپنا بیٹا بنا لیتی ہیں۔

جب حضرت موسی علیہ السلام جوانی کو پہنچے تو اللہ نے آپ علیہ السلام کوعلم و حکمت سے نوازا۔ ایک دفعہ موسی علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک قبطی و اسرائیلی جھگڑ رہے تھے اسرائیلی کا نام شایدسمعانہ تھا، جس کو بائبل میں سامری کہا گیاہے اس نے موسی علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی تھی جس پر آپ علیہ السلام کی مدد سے وہ قبطی مارا جاتا ہے ،اس بات کا ذکر اللہ نے قرآن میں بھی فرمایا ہے اور فرعون جو خود بھی قبطی تھا یہ سن کر آپ علیہ السلام کو سزا کے طور پر قتل کرنے کا حکم دیتا ہے ،جسے سن کر آپ علیہ السلام صحرا کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں۔

وَدَخَلَ الۡمَدِيۡنَةَ عَلٰى حِيۡنِ غَفۡلَةٍ مِّنۡ اَهۡلِهَا فَوَجَدَ فِيۡهَا رَجُلَيۡنِ يَقۡتَتِلٰنِ هٰذَا مِنۡ شِيۡعَتِهٖ وَهٰذَا مِنۡ عَدُوِّهٖ‌ۚ فَاسۡتَغَاثَهُ الَّذِىۡ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ عَلَى الَّذِىۡ مِنۡ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوۡسٰى فَقَضٰى عَلَيۡهِ‌ۖ قَالَ هٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيۡنٌ (سورہ القصص۔ ۱۵)

اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر سو رہے تھے ،تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسٰی کی قوم کا ہے، اور دوسرا اُن کے دشمنوں میں سے تو جو شخص اُن کی قوم میں سے تھا،اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسٰی کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو اُنہوں نے اس کو مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا، کہنے لگے کہ یہ کام تو (اغوائے) شیطان سے ہوا بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے۔

اور وہاں سے مدین پہنچتے ہیں، مدین مصر سے آٹھ دن کے فاصلے پر تھا جسے موسی علیہ السلام نے پیدل طے فرمایا، کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی جب بھوک سے بیتاب ہوجاتے تو درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے، اس طرح سفر کرتے کرتے مدین بستی میں جا پہنچے، کہا جاتا ہے کہ مدین ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کا نام تھا وہاں بستی کے باہر ایک کنواں تھا اس کنویں سے پانی نکال کر چرواہے اپنے مویشوں کو پانی پلا رہے تھے ،لیکن دو لڑکیاں کافی دیر سے اپنی بکریوں کو روکے کھڑی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی، موسی علیہ السلام نے جب یہ منظر دیکھا تو لڑکیوں سے دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا کہ ہم لڑکیاں ہیں ،ہمارے والد بہت بوڑھے اور ضعیف ہیں گھر پر کوئی مرد نہیں اس لئے ہمیں اس کام کے لئے نکلنا پڑتا ہے ،اور ہم ان مردوں کے درمیان کیسے جائیں ۔ جب یہ سب اپنے جانوروں کو پانی پلا لیں گے تو ہماری باری آئے گی، قرآن نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ :-

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسۡقُوۡنَ وَوَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَيۡنِ تَذُوۡدٰنِ‌ۚ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَا‌ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِىۡ حَتّٰى يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ‌ وَاَبُوۡنَا شَيۡخٌ كَبِيۡرٌ (سورہ القصص۔ ۲۳)

اور جب مدین میں پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے (اور اپنے چوپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں، اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسٰی نے (اُن سے) کہا تمہارا کیا کام ہے۔ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے جانوروں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔

حضرت موسی علیہ السلام کو ان لڑکیوں پر رحم آگیا اور آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلا نے کے لئے بھاری پتھر کو کنواں سے ہٹا دیا، پتھر اتنا بھاری تھا کہ دس لوگ مل کر اٹھاتے تھے لیکن آپ علیہ السلام اکیلے اٹھا کر پانی نکالا۔ بعض روایت میں ہے کہ چرواہوں کی عادت تھی کہ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنویں کو ایک بھاری پتھر سے ڈھک دیا کرتے تھے، اور یہ لڑکیاں کنواں میں سے بچا کچا پانی پلاتی تھیں یہ دونوں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں ،جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور اپنی ایک بیٹی سے شادی کی پیشکش کی ،جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول کرلی اور حق مہر آٹھ یا دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانا طے پایا۔ مدت پوری ہونے کے بعد اللہ نے فرمایا موسی تم فرعون کی طرف جاؤ جس نے ابھی تک سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔



قبر مبارک موسی علیہ السلام شہر جریکو ، فلسطین

مدین کی یہ بستی خاصی بلندی پر ہے اور کنواں نیچے ایک وادی میں ہے، اس وادی میں اونچے نیچے ٹیلے ہی نظر آتے ہیں، جب ہم نے اس کنواں کی زیارت کی تو کنواں اور اس کے اوپر گرد وغبار اور پتے پڑے ہوئے تھے یعنی وہ پانی کسی طور پر بھی پینے کے قابل نہیں رہا۔ شہر مدینہ المنورہ (سعودی عرب) کے پاس العلا ہے ، یہ دوسرا مدین ہے جیسے مدین صالح کہتے ہیں یہ نبی صالح علیہ السلام سے منسوب ہے ۔







جبل نیبو

جبل نیبو اردن میں واقع ایک پہاڑی سلسلے اباریم کا حصہ ہے یہ ایک تاریخی اور مذہبی مقام ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری وقت اور بنی اسرائیل کے سفر سے جڑا ہوا ہے۔ یہ مقام مذاہب یہودیت، عیسائیت و اسلام کے لیے مقدس ہے ،اور یہ جبل آج بھی زیارت اور آثار قدیمہ کے لیے مشہور ہے ۔

وقت کی کمی کی وجہ سے یہاں آناممکن نہیں تھا لیکن اللہ کی کرم نوازی کے صدقے میں خود بہ خود راستہ ہموار ہوتا گیا اور ہمارا ڈرائیور مان گیا ،مگر کہنے لگا کہ اگر رستہ صحیح ملا تو آپ لوگوں کو پہنچا دونگا ۔ جبل نیبو پر پہنچتے ہی سڑک کے داہیں طرف پارکنگ ملی۔ اترتے ہی بائیں طرف ٹکٹ لیکرداخلی دروازہ سے اوپر کی طرف جانے والے رستے پر روانہ ہوگئے جہاں بہت سے تاریخی مقامات اور چیزیں دیکھنے کو ملیں جن میں مقام موسیٰ علیہ السلام کا پتھراور ابو بدُو نمایاں تھا ،اور پھر آخر میں وہ جگہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے وہ مقامات دکھائے جو آپ علیہ السلام کو دیے گئےتھے۔ یہ نظارہ واقعی بہت خوبصورت تھا اور یہاں سے بحیرہ مردار، ارض فلسطین صاف صاف دکھائی دے رہے تھے۔



جبل نیبو دنیا کے نقشہ پر



یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ رستہ مقام موسٰی علیہ السلام کی طرف جاتا ہے

قرآن مجید میں جبل نیبو کا نام تو نہیں آیا لیکن بنی اسرائیل کے سفر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری وقت کے متعلق سورہ المائدہ میں آیا ہے کہ

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً ۚ يَتِيۡهُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ
(سورہ المائدہ- ۲۶)

خدا نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لیے حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو۔



یہ پتھر جبل نیبو پر نصب ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یادگار کے طور پر نشان دہی کی گئی ہے۔ اس پر موجود عبارت میں لکھا ہے اس مقام کی دیکھ بھال اور حفاظت فرانسسکان برادری کے ذریعے کی جاتی ہے، جو کہ مسیحی مذہب کی ایک تنظیم ہے۔

یہودیوں کے نزدیک جبل نیبو کی اہمیت

تورات (عہد نامہ قدیم)

جبل نیبو تورات کے مطابق وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کنعان (فلسطین) کی سرزمین دکھائی لیکن انہیں اس سرزمین میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

کتاب استثناء(Deuteronomy 34:1-4)

تب موسیٰ موآب کے میدانوں سے نیبو کے پہاڑ پر گئےاور خداوند نے اسے تمام ملک دکھایا۔

یہ یادگاری پتھر جو کہ جبل نیبو میں رکھا ہے جس پر عربی میں لکھا ہے کہ اللہ محبت ہے یعنی تینوں مذاہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت کی ہم آہنگی و محبت کے پیغام کو اجاگر کرنے کے لئے بنائی گئی ہے



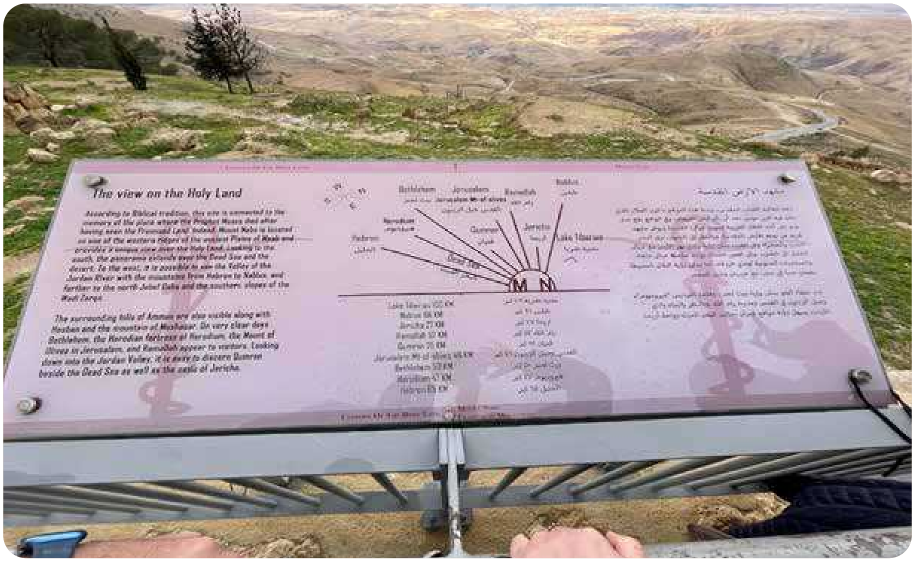
عیسائیوں کے نزدیک جبل نیبو کی اہمیت

عیسائی روایات میں جبل نیبو کو مقدس مقام مانا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کنعان کی سرزمین کا نظارہ کیا۔

چوتھی صدی عیسوی میں یہاں عیسائی زائرین کے لیے ایک چرچ تعمیر کیا گیا اور بعد میں بازنطینی دور میں اس کی توسیع کی گئی۔

آج بھی جبل نیبو عیسائی زائرین کے لیے مقدس مقام ہے، اور یہاں موجود موسیٰ میموریل چرچ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔





یہ وہ مقام ہے جہاں اللہ نے نبی موسیٰ علیہ السلام کو وہ زمین دکھائی جس کا ان سے وعدہ لیا تھا

بائبل (کتاب استثنا) کے مطابق، موسیٰ کوہ نیبو پر چڑھے، موآب کی سرزمین (آج اردن میں)، اور وہاں سے انہوں نے کنعان کی سرزمین (وعدہ شدہ سرزمین یعنی فلسطین) کو دیکھا۔

ابوبدُو (باپ کا پتھر)

جبل نیبو پر موجود ایک بڑا گول پتھر ہے، جسے "ابو بدُو کہا جاتا ہے۔
یہ پتھر ایک تاریخی یادگار کے طور پر رکھا گیا ہے اور اس کی خاص اہمیت ہے۔
اس قسم کے پتھر اکثر بازنطینی دور میں بڑے مقبروں یا عبادت گاہوں کے داخلی دروازوں پر لگائے جاتے تھے، تاکہ انہیں بند کیا جا سکے۔ یہ پتھر ایک نمونے کے طور پر رکھا گیا ہے۔



ابو بدُو

پیتل کے سانپ کی یادگار

جبل نیبو پر موجود کانسی کے ایک مجسمے کو پیتل کے سانپ کی یادگار کہا جاتا ہے"۔ اس کا ایک خاص تاریخی اور مذہبی پس منظر ہے تورات (عدد 4:21-9) کے مطابق بنی اسرائیل جب مصر سے نکل کر صحرا میں سفر کر رہے تھے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنے پر عذاب کا سامنا کیا۔اللہ نے ان پر زہریلے سانپ چھوڑ دیے جن کے ڈسنے سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ پیتل کا ایک سانپ بنائیں اور اسے ایک بلند مقام پر رکھیں جو بھی اس سانپ کو دیکھے گا، وہ زہریلے سانپ کے ڈسنے سے شفا (قرآن و حدیث میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا) پائے گا۔ اس یادگار کو عیسائی روایات میں بھی اہمیت دی گئی جہاں اسے عیسی علیہ السلام کی قربانی اور نجات کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔



پیتل کے سانپ کی یادگار

کانسی کا بنا ہوا سانپ کے مجسمے کا یہ ڈیزائن اطالوی مجسمہ ساز جیووانی نے تخلیق کیااور مجسمہ پر سانپ اور صلیب کو ایک ساتھ ملا کر بنایا گیا ہے جو عیسائی علامت کو ظاہر کرتا ہے۔



جبل نیبو پر آثار قدیمہ کی دریافت

یوشع نبی کی شان ہے روشن مثال ایسی
حق کا سفیر، بندۂ رب اور باکمال جیسی

ظلمت کے پردے چاک کیے نورِخدا سے
حق کے ترانے گونج اُٹھے کہ شان تھی ایسی

آپ ہی نے کیا قافلہ رواں بنی اسرائیل کا
عدل و سخاوت اورتوکل کی پہچان تھی ایسی

وارثِ حکمت بنے موسٰی کے بعد آپ
دشمن بھی لرزتے تھے کہ شان ہی تھی ایسی

فتح و کرم کی داستاں میں بلند تھا تیرا مقام
درسِ صبر و رضا اورتھی بھی عظمت ایسی

ٹھہر گیا تھا وقت بھی ، دعا سے ہوا یسااثر
قدرتِ یزداں نے دکھائی حکمت بھی ایسی

حق کی صدا گونج اٹھی محبتِ الٰہی سے
قندیل ہوئی روشن تیرے علم سے ایسی

وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ (سورہ ص-۴۷)

یقیناً ہمارے ہاں ان کا شمار چنے ہوئے نیک اشخاص میں ہے



حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک جلیل القدر پیغمبر اور بنی اسرائیل ہی کے ایک اہم قبیلے افراہیم سے تعلق تھا حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار وادی شعیب سے شمال کی جانب تقریبا ۸ کلو میٹر دور واقع ہے۔



یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ و بھانجے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی قیادت سنبھالی۔ آپ علیہ السلام ہی کے ذریعے بنی اسرائیل کو اللہ نے فتح فلسطین (ارض مقدس) دی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيٌّ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنْ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَائَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ فَجَائُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنْ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَائَتْ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا (صحیح البخاری - حدیث نمبر - ۳۱۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئ شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ رکھی ہو اور وہ شخص جس نے حاملہ بکری یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔ پھر انہوں نے جہاد کیا' اور جب اس آبادی (اریحا) سے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہوگیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی اللہ کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ ! ہمارے لیے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چناچہ سورج رک گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموالِ غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لیے آئی لیکن جلا نہ سکی' اس نبی نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ اس لیے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا' کہ چوری تمہارے قبیلہ ہی والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چناچہ اس قبیلے کے دو تین آدمیوں کا ہاتھ اس طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' تو آپ نے فرمایا کہ چوری تمہیں لوگوں نے کی ہے۔

آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرا لیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا' تب آگ آئی اور اسے جلا گئی' پھر غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جائز قرار دے دی ' ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ اس لیے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔
(

اسلئے یہ تاریخ کے اوراق میں درج ہوچکا ہے کہ اس وقت سورج کبھی کسی انسان کے لیے نہیں روکا گیا تھا سوائے نبی یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے، جب انہوں نے بیت المقدس فتح کرنا چاہا۔



مقام نبی یوشع علیہ السلام

دنیا میں چار جگہیں ایسی ہیں جہاں یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ وہاں آپ علیہ اسلام کا مزار ہے اس لئے یہاں مقام نبی یوشع علیہ السلام لکھا گیا ہے۔



علماء اور محدثین کا قوی گمان یہی ہے کہ اسرائیل یا اردن میں ہے مگر اکثریت علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ اردن میں ہے۔



نبی یوشع علیہ السلام کا مزرا



مسجد و مقام نبی یوشع علیہ السلام

سورۃ المائدہ آیت23- میں بنی اسرائیل کے اس واقعے کا ذکر آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ارضِ مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا، لیکن انہوں نے بزدلی دکھائی اور دو افراد نے ان کی ہمت بندھائی تھی۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ المائدہ آیت- ۲۳)

اُن ڈرنے والوں میں دو شخص ایسے بھی تھے1 جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اِن جبّاروں کے مقابلہ میں دروازے کے اندر گُھس جاؤ، جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہوگے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو۔

دو آدمیوں نے کہا: بنی اسرائیل نے بزدلی دکھائی مگر دو حضرات کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون رضی اللہ تعالی نے جرات مندی کا مظاہرہ کیا (صراط الجنان فی تفسیر القران)



مسجد و مقام یوشع علیہ السلام کے داخلی دروازہ

ایک جگہ اور قرآن میں سورہ البقرہ آیت : ۵۸ اور ۵۹ میں آیا ہے کہ

وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ‌ؕ وَسَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ (سورہ البقرہ آیت : ۵۸)

پھر یاد کرو جب ہم نے کہا تھا کہ "یہ بستی 1جو تمہارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پیداوار جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حِطّةٌ ، حِطّةٌ ہم تمہاری خطاؤں سے در گزر کریں گے اور نیکو کاروں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے"۔

فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلاً غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ (سورہ البقرہ آیت : ۵۹)

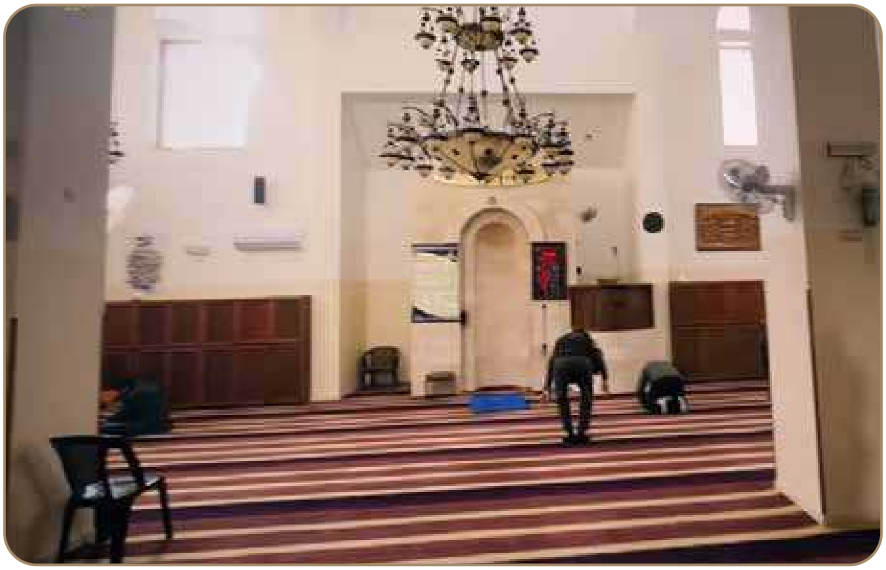
مگر جو بات کہی گئی تھی، ظالموں نے اُسے بدل کر کچھ اور کر دیا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی، جو وہ کر رہے تھے۔



مسجد و مقام یوشع نبی علیہ السلام



مسجد یوشع نبی علیہ السلام کا دالان



مسجد یوشع علیہ السلام کا اندرونی منظر



قبر مبارک یوشع علیہ السلام کے سامنے کا منظر

آپ علیہ السلام کی قبر مبارک کافی لمبی ہے جبکہ آپ علیہ السلام کا قد تو عام ہی تھا، بقول ہمارے حضرت غلام مصطفی خان رحمتہ اللہ علیہ کے یہ لمبی قبریں احترام و تعظیم کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ بقول مفتی عبدالوحاب صاحب کے حضرت یوشع علیہ السلام کی اتنی لمبی قبر تین وجہ سے ہے

☆ احتراماً
☆ چھوٹی رکھتے تو جگہ ختم ہو سکتی تھی۔
☆ شاید جب اس کی تعمیر ہو رہی تھی جنات نے بھی اس میں حصہ لیا۔



قبر مبارک نبی یوشع علیہ السلام



قبر مبارک یوشع نبی علیہ السلام کا بائیں طرف کا منظر

جب تک آپ علیہ السلام حیات رہے بادشاہ بھی رہےاور نبوت بھی آپ علیہ السلام کے پاس تھی آپ علیہ السلام کا انتقال نبی موسٰی علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے ۲۷ سال بعد ہوا۔آپ علیہ السلام نے تقریبا ۱۲۷ سال کی طویل عمر پائی۔

بحیرہ مردار

دن ۱ بجے ۸ فروری ۲۰۲۳ کو بحیرہ مردار پہنچے چونکہ موسم سرد تھا تو کوئی گہما گہمی بھی نظر نہیں آرہی تھی ،خاموشی کا دور دورہ تھا اور ہم لوگ کچھ ہی وقت یہاں گزار کر آگے روانہ ہوئے۔
بحیرہ مردار ایک نمکین جھیل ہے جو اردن، فلسطین و اسرائیل کے درمیان واقع ہے۔یہاں سے عمان کی مسافت تقریباً ایک گھنٹے کی ہے۔ اردن میں بحیرہ مردار کے مشرقی کنارے پر مشہور سیاحتی مقامات اور ہوٹل بھی موجود ہیں جہاں لوگ نہانے اور قدرتی مٹی کے ماسک سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔



بحیرہ مردار

بحیرہ مردار دنیا کا سب سے زیادہ کثافت والا سمندر ہے جس کی وجہ سے لوگ نہاتے ہوئے ڈوبتے نہیں ہیں اور بنا لائف جیکٹ کے لیٹے ہوئے اخبار و رسالوں کا مطالعہ بھی کرتے ہیں مگر جب پانی سے باہر آتے ہیں تو صابن لگا لگا کر ان کثافت کو اتارتے ہیں، اس جگہ پر اللہ کا عذاب آیا تھا لہٰذا ہم اس سمندر میں نہیں نہائے اور یہاں تک کہ پاؤں تک نہ ڈالا۔

بحیرہ مردار کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے اور اسے دنیا کے قدیم ترین جغرافیائی مقامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسلامی روایات میں بحیرہ مردار کا ذکر قوم لوط کے حوالے سے کیا گیا ہے جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ،اور ان کی بستیوں کو تباہ کر دیا گیا اور وہ آج بحیر ہ مردار کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور یہ جھیل نما سمندر اس عذاب کی گواہ ہے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ (سورہ الحجر- ۷۵)
بے شک اس (قصے) میں اہل فراست کے لیے نشانی ہے۔

بحیرہ مردار کا ذکر بائبل اور تورات میں بھی ملتا ہے۔بائبل روایات کے مطابق سدوم اور عمورہ نامی قدیم شہر سے جوڑا جاتا ہے، جو مبینہ طور پر اللہ کے عذاب سے اسی کے قریب تباہ ہوئیں۔
رومی عہد میں یہ مقام طبی فوائد کے لیے مشہور تھا، اور یہاں کے نمکیات کو ادویات میں استعمال کیا جاتا تھا۔
آج یہ ایک مشہور سیاحتی مقام ہے اور اپنے معدنیات سے بھرپور پانی اور قدرتی نمک کے ذخائر کی وجہ سے مشہور ہے مگر اللہ والے بحیرہ مردار کے پانی میں نہانے سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے عذاب کی جگہ ہے۔

بحیرہ مردار ایک بند جھیل ہے جس کا پانی کسی دریا یا سمندر میں نہیں جاتا وقت کے ساتھ پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے ، لیکن اس میں موجود نمکیات اور معدنیات باقی رہ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بحیرہ مردار میں نمک کی مقدار عام سمندری پانی سے ۱۰ گنا زیادہ ہے اس کی کثافت کی وجہ سے تیرنے والے اس میں ڈوبتے نہیں ہیں ۔



بحیرہ مردار کا ساحل کا منظر.



یہاں خون میں لکھی گئی تاریخ کی گہرائی ہے
داستانِ سریہ موتہ ، ہر دل میں ہی چھائی ہے

ہمت دکھائی صحابہؓ نے رسولؐ خدا کے حکم پر
تھے تو تین ہزار ہی مگر جذبے نے فتح دلائی ہے

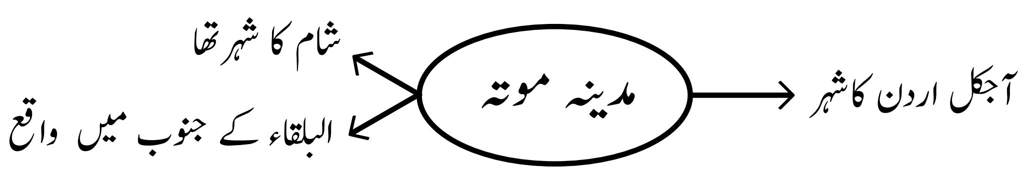
زیدؓ کی شہادت نے جعفرؓ نے بازو اپنے دے کر
حق کی صدا اور ، پرچم کی پھر بلندی پائی ہے

روش دکھائی عبداللہؓ نے قیادت سے جنگ میں
بنی غسان پر قدرت کی رحمت کی گھٹا چھائی ہے

سریہ موتہ

حکمران : عیسائی پیروکار
رسول اللہ ﷺ نے نامہ مبارک بھیجا : حاکم بصرہ عربی النسل لیکن رومی زیر اثر حاکم
قاصد رسول ﷺ : حضرت حارث بن عمیر ازری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علاقہ بلقاء : قیصر روم کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے قاصد رسول ﷺ کو شہید کیا

مسلمان ۳۰۰۰ بمقابلہ کفار ۲۰۰،۰۰۰



مقام موتہ عمان کے جنوب کی طرف ۱۳۴ کلو میٹر دوری پر واقع ہے یہ وہی شہر ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سریہ موتہ واقع ہوئی تھی ۔ ہم اس میدان موتہ میں وادی مجیب سے تقریبا ا گھنٹے میں پہنچے ۔ ہمارے راستہ کے ایک طرف بحیرہ مردار تھا تو دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں ،اور یہی راستہ آگے جاکر بائیں جانب مڑتا ہوا مقام موتہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں یہ معرکہ ہوا تھا ،اور یہاں ایک بڑے پتھر پر ان بارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی درج ہیں جو کہ اس معرکے میں شہید ہوگئے تھے ،یہیں قریب میں شہر موتہ آباد ہے جو اچھا بڑا شہر ہے۔

٦ ذوالحج کو جب رسول خدا ﷺ اور کفارانِ مکہ کے درمیان صلح حدیبیہ ہوگئی تو یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ کو کچھ فراغت کے لمحات میسر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری اقوام اور ان کے بادشاہوں کی طرف دعوت حق پہنچانے کا اچھا موقع میسر آیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کے مختلف بادشاہوں کی طرف مقتوبات کے ساتھ صحابہ کرام کو روانہ کیا۔
اس وقت دنیا میں دو بڑی طاقتیں قیصر روم اور کسری فارس عروج پر تھی۔
پورا یورپ ، شام و مصر قیصر کی ملکیت میں تھا تو باقی آدھی دنیا پر کسری کی حکومت تھی۔ آپ ﷺ نے قیصر و کسری کے نام بھی دعوتی خطوط ارسال کئے۔ قیصر نے آپ ﷺ کے ایلچی کے ساتھ اچھا سلوک کیا اگرچہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔
جب آپ ﷺ کا نامہ مبارک کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے دعوت اسلام قبول کرنے کی بجائے انتہائی تکبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کر ڈالا ،اور جب اس بات کی خبر آپ ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

هَلَكَ كِسْرٰي وَلاَ كِسْرٰي بَعْدَهُ (صحیح بخاری - ۳۱۲۱)
کسریٰ ہلاک ہوا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا

اسی طرح آپ ﷺ نے شر حبیل بن عمروغسانی کے نام بھی ایک دعوتی خط ارسال فرمایا۔ یہ روم کیطرف سے شام کا وہ امیر تھا ،جو کہ عربی نسل سے تھا لیکن رومی زیر اثر تھا۔ حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کا مقتوب گرامی لیکر اسی مقام موتہ پر پہنچے جو کہ آجکل اردن میں ہے، تو شر حبیل نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کر دیا۔
رسول ﷺ کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ یہ آج کے دور میں بھی اور اس دور میں بھی سفیر کو قتل کرنا بین الاقوامی روایات و اخلاقیات کی خلاف ورزی اور انتہائی اشتعال انگیز اور مجرمانہ حرکت تھی ۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا اور تین ہزار مجاہدین اسلام کا ایک لشکر ترتیب دیا اور ارشاد فرمایا

☆ زید بن حارثہ ------- امیر لشکر ہونگے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمادیا کہ

اگر

امیر لشکر زید بن حارثہ شہید ہوجاہیں تو

جعفر بن ابی طالب ------- امیر لشکر ہونگے۔

ان کے شہید ہونے پر

عبداللہ بن رواحہ ------ امیر لشکر ہونگے۔

اگر یہ تینوں سپہ سالار شہید ہوجاہیں تو صحابہ کرام جس کو چاہیں امیر لشکر مقرر کرلیں۔

آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو علم عطا فرمایا اور لشکر کو رخصت کرنے بنفس نفیس تشریف لے کر گئے۔

اس لشکر کی روانگی کے وقت آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ

☆ پہلے اس مقام پر جانا جہاں حضرت حارث بن عمیر شہید کئے گئے۔

☆ اس مقام پر پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا پھر اگر وہ قبول کر لیں تو ان کا جرم معاف کرکے جنگ نہ کرنا، لیکن اگر وہ اپنی ہٹ درمی پر قائم رہیں تو اللہ رب العزت سے مدد کی دعا کرکے جہاد کی طرف روانہ ہوجانا۔

☆ ہر حال میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ خاطر رکنا۔

☆ اپنے لشکر کے ساتھیوں کی خیرخواہی کرنا۔

☆ عہد کی خلاف ورزی اور خیانت نہ کرنا۔

☆ کسی بچے ،عورت اور عمر رسیدہ افراد کو قتل نہ کرنا۔

(سیرہ المصطفی ق ۲ ص ۴۵۵، ۴۵۶)

مجاہدین اسلام کا یہ لشکر جب سرحدی علاقے معان پہنچا تو یہ اطلاع بھی موصول ہوئی کہ کافر شرحبیل غسانی ایک لاکھ کا لشکر لیکر مقابلہ کیلئے تیار ہے ،اور ساتھ میں روم کا بادشاہ ہرقل (ہرکلیوس) بھی ایک لاکھ کا لشکر لیکر شرحبیل غسانی کی مدد کے لئے راستہ میں ہے، یعنی ان تین ہزار مجاہدین کا مقابلہ دو لاکھ کافروں کے لشکر سے تھا۔

اس نازک صورت حال پر مجاہدین لشکر کے سپہ سالار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور ان سے رائے طلب کی تو

☆ کچھ نے مشورہ دیا کہ ہمیں واپس چلے جانا چاہے۔

☆ کچھ مجاہدین کا مشورہ تھا کہ ہمیں یہاں ٹہر کر رسول خدا ﷺ کو اس نازک صورت حال کی اطلاع کرنی چاہے ،کہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کچھ اور مجاہدین اسلام کو روانہ فرما دیں یا کوئی اور حکم صادر فرما دیں۔

ان سب مجاہدین اسلام کی رائے سنکر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ولولہ انگیز خطاب فرمایا جس کی اس وقت اشد ضرورت تھی کہ

اے مجاہدین اسلام :

جس چیز سے تم لوگ اس وقت گھبرا رہے ہو خدا کی قسم یہ وہی چیز ہے جسکی تلاش میں تم وطن سے نکلے یعنی شہادت، یاد رکھو کہ ہم نے جب بھی کوئی جنگ لڑی ہے وہ نہ تو کثرت تعداد کی بنیاد پر لڑی اور نہ ہتھیاروں و گھوڑوں کے بھروسہ پر، ہم نے جس بنیاد پر جنگ لڑی وہ ہے ہمارا دین اسلام جسکا اعزاز اللہ نے ہمیں عطا فرمایا۔ لہذا میں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آگے بڑھو تاکہ دو سعادتوں میں سے ایک سعادت یقیناً تمھارا مقدر بن جائے گی یا تو تم اللہ کی مدد کے ساتھ دشمن پر غالب آؤگے اسطرح اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا وعدہ پورا ہوگا ،یا پھر شہید ہوکر جنت کے باغات میں اپنے بھائیوں سے جا ملوگے

(سیرت ابن ہشام)

آخر کار سب مجاہدین نے یہی فیصلہ کیا کہ فتح یا شہادت کا جذبہ لیکر کافروں سے جنگ کی جائے۔ پھر آخر یہ لشکر مقام موتہ تک پہنچ گیا جہاں یہ تاریخی جنگ لڑی گئی۔

تین سپہ سالار کی شہادت

یہ جنگ کئی دنوں تک جاری رہی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بہادری سے لڑتے رہے پھر ایک موقع آیا، کہ امیر لشکر حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اب رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو سنبھال لیا۔ انھوں نے بھی بہت بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا چاروں طرف سے آپ رضی اللہ عنہ پر تیروں کی بارش بھی ہوتی رہی لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ ڈٹ کر لڑتے رہے، زخمی بھی ہوئے پھر بھی دشمن پر حملہ کرتے جاتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہادری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ دشمنوں نے تلوار سے آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں ہاتھ پر کاری ضرب لگائی کہ ہاتھ کٹ کر گر گیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر منتقل کر دیا یہاں تک کہ وہ ہاتھ بھی کٹ گیا، تو دونوں کٹے ہوئے بازوں اور گود میں دبا کر جھنڈے کو سینے سے سنبھالا لیکن دشمن اسلام کے ایک اور وار سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہوگئے، شہادت کے بعد دیکھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالی کے جسم مبارک پر ۹۰ سے زیادہ زخم آئے تھے اور کوئی بھی زخم پشت پر نہیں تھا۔

پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھال لیا۔ انھوں نے بھی جواں مردی سے دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ سخت زخمی ہوگئے تو چند لمحے کیلئے تھوڑا سا تردد ہوا کہ آگے بڑھوں یا نہیں؟ تو فوراً کئی اشعار پڑھے جس میں اپنے آپ کو ملامت کی پھر آگے بڑھ کر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔

ادھر یہ واقعات مقام موتہ پر پیش آرہے تھے، تو ادھر مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ اپنے جانثار ساتھیوں کے حالات جاننے کیلئے بے تاب تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے آگے سے پردہ اٹھا دیا اور میدان کارزار کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور میدان جنگ کا حال بتاتے ہوئے فرمایا کہ؛

زید بن حارثہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور دشمنان اسلام سے خوب لڑے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے ،اور جنت میں جا پہنچے، پھر زید کے بعد جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا، اللہ کے دشمنوں سے خوب جنگ کی یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگئے۔ اللہ نے ان کے دو کٹنے والے بازروَں کے بدلے انہیں دو پر عطا فرمائے جن کے ذریعے سے وہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں (اسی وقت سے ان کا لقب " طیار" پڑا۔ طیار کے معنی اڑنے والا) اس کے بعد آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر انھوں نے جھنڈا سنبھال لیا یہ فرماکر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے، صحابہ کرام کو تشویش لاحق ہوئی کہ پتہ نہیں رسول خدا ﷺ ان کیلئے کیا فرمائیں پھر کچھ ہی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہوکر جنت میں داخل ہوئے، ان تینوں کو جنت میں سنہری تخت دیئے گئے جس پر وہ جلوہ افروز ہیں، لیکن عبداللہ بن رواحہ کا تخت ڈول رہا تھا (اسی وجہ سے آپ ﷺ خاموش ہوگئے تھے) آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ میدان جنگ میں زخمی ہونے پر انہیں کچھ تردد ہوا تھا کہ بڑھیں یا نہیں ،تو وہی کیفیت اس تخت پر دکھائی گئی آپ ﷺ فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کا مجاہدین کی باگ ڈور سنبھالنا

جب تینوں سپہ سالار اسلام یک بعد دیگر شہید ہوگئے تو لشکر اسلام کے باہمی مشورے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی سربراہی میں بھی مجاہدین اسلام بے جگری سے لڑے اور دشمنان اسلام کے دو لاکھ کے لشکر کو شکست فاش دے دی۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے جھنڈا سنبھالا تو عین اس وقت رسول اللہ ﷺ جو صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، فرمایا کہ اب جھنڈا خالد بن ولید نے اٹھایا ہے جو

سیف من سیف اللہ (بخاری شریف)

اللہ کی تلوار میں سے ایک تلوار ہے

اسی وقت سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کا لقب " سیف اللہ (اللہ کی تلوار) مشہور ہوا۔

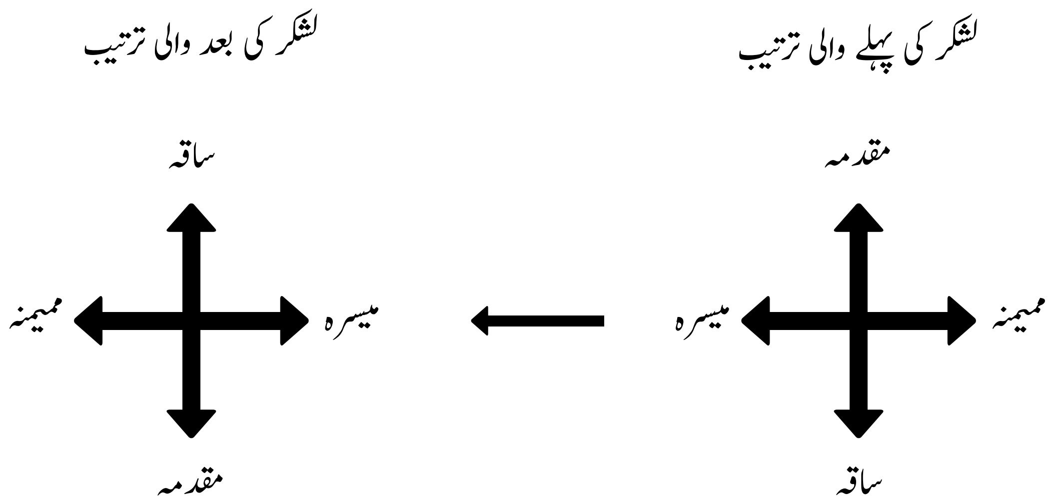
جنگی حکمت عملی

جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے کمان سنبھالی اس وقت بڑا مسئلہ اس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ رومیوں کو شکست دینا اور مسلمانوں کو بچا کر مدینہ پہنچنا تھا۔ یہ تاریخ کے اوراق میں لکھا جا چکا ہے کہ مسلمان تو جواں مردی سے لڑے ہی لیکن خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی انتہائی تعجب انگیز حکمت عملی نے نہ کہ رومی فوج کو شکست فاش دی بلکہ مسلمان بھی خیروعافیت سے مدینہ پہنچ گئے۔ اس جنگ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ رومیوں کے مقتولین کی تعداد کا علم تو نہ ہوسکا، البتہ جنگ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑی تعداد میں مارے گئے۔ جب کہ تنہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں ،تو مقتولین اور زخمیوں کی تعداد کتنی رہی ہوگی۔

تمام روایات پر نظر ڈالنے سے یہ صورت حال معلوم ہوتی ہے کہ مجاہدین کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد جنگ کے پہلے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ دن بھر رومیوں کے مد مقابل ڈٹے رہے، لیکن وہ ایک ایسی جنگی چال کی ضرورت محسوس کر رہے تھے ،جس کے ذریعے رومیوں کو اتنا مرغوب کردیں کہ کامیابی کے ساتھ مسلمانوں کو پیچھے ہٹالیں اور ساتھ کے ساتھ رومیوں کو تعاقب کی ہمت نہ ہو ،کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اگر مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو رومیوں نے ان کا تعاقب کرنا ہے ،پھر مسلمانوں کا بچ جانا بہت مشکل ہو گا۔

چنانچہ دوسرے دن آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے لشکر کی ہیت اور وضع تبدیل کرتے ہوئے ایک نئی ترتیب قائم کی

☆ مقدمہ (اگلی لائن) کو ساقہ (پچھلی لائن)
☆ ساقہ (پچھلی لائن) کو مقدمہ (اگلی لائن)
☆ میمنہ (دائیں لائن) کو میسرہ (بائیں لائن)
☆ میسرہ (بائیں لائن) کو میمنہ (دائیں لائن)



یہ کیفیت دیکھ کر دشمن چونک گیا اور کہنے لگا کہ انہیں کمک پہنچ گئی ہے۔ رومی ابتدا ہی سے مسلمانوں کی جواں مردی و بہادری سے مرعوب ہوچکے تھے ،پھر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور کچھ دیر کی جھڑپ میں دشمن کو کافی بھاری نقصان ہو ا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے لشکر کا نظام محفوظ رکھتے ہوئے ، تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹانا شروع کر دیا لیکن رومیوں نے اس خوف سے پیچھا نہیں کیا کہ مسلمان دھوکہ دے رہے ہیں اور کوئی چال چل کر انہیں صحرا کی گہرائیوں میں پھیک دینا چاہتے ہیں ،اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن شکست کھاتا ہوا واپس اپنے علاقے میں بھاگ نکلا اور مسلمانوں کے تعاقب کی بات نہ سوچی۔ ادھر مسلمان کامیابی و فتحیابی کے ساتھ مدینہ واپس آگئے۔

اس معرکے سے مسلمانوں کی ساکھ و شہرت میں بڑا اضافہ ہوا۔ کیونکہ رومی اس وقت روئے زمین پر سب سے بڑی طاقت سمجھے جاتے تھے ،اور عربوں کا خیال تھا کہ ان سے ٹکرانا خودکشی کے مترادف ہے عرب دنیا حیرت کا شکار تھی ،کہ یہ کیسے ہوگیا صرف تین ہزار کی نفری دو لاکھ کے رومی لشکر سے ٹکرا کر کوئی قابل ذکر نقصان اٹھائے بغیر واپس آگئی ،ان کو ضرور اللہ کی طرف سے مدد آئی ہے اور ان کے رہنما واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اس معرکے کا یہ اثر ہوا کہ وہ ضدی قبائل جو مسلمانوں سے بر سرپیکار رہتے تھے وہ اسلام کی طرف مائل ہوگئے جیسے :-

بنو سلیم

اشجع

عظفان

ذبیان

فزارہ وغیرہ قبائل نے اسلام قبول کیا۔

رسول کے دامن کا، تو گل نایاب تھا
تیری وفا سے ہی ہر عاشق کامیاب تھا

غلامی سے نکل کر ہوا قربت میں نبی کی
تیری محبت میں ہر دل بے حساب تھا

دے کر میدانِ موت میں، جان کا نذرانہ
وہ عشق کا پیغام، اور جفا کا باب تھا

نقش تیری قربانی کا بے حساب تو تھا ہی
تقلید تیری کرنا بھی ہراک کا خواب تھا

وفا جو تونے نبھائی وہ بے مثال ہے
تیری داستاں میں یہ عشق ایک نصاب تھا

تیرا مقام خاص تھا نبی کے قریب
اور محبت پر بھی تیری ہر دل کو ناز تھا

ہے زید بن حارث، تیرا ذکر بے مثال
وفا کے ہر سوال کا تُو اِک مدلل جواب تھا

ادْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورہ الاحزاب - ۵)

مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے



حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام : زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
والد گرامی : حارثہ بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
والدہ محترمہ : سعدی بنت ثعلبہ (بنی معن) قبیلہ طے کی ایک شاخ
قبیلہ : بنی قضاعہ (یمن کا ایک معزز قبیلہ)
لقب : حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کنیت : ابو اسامہ
پیشہ : عسکری قائد
زوجہ : زینب بنت جحش ، ام ایمن ، ام کلثوم بنت عقبہ ، درہ بنت ابی لہب

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ اور جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس ایک ہی جگہ پر ہے، داخلے پر ایک بہت ہی خوبصورت پیلے پتھروں سے بنی مسجد ہےجو بادشاہ عبداللہ بن حسین نے تعمیر کروائی ، جہاں آگے جاکر حضرت جعفرطیار رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس آتا ہے اور مشرقی سمت میں اوپر چڑھ کر جانے پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس ہے ،دونوں صحابہ کرام کی قبر مبارک بہت ہی خوبصورت سنہری بلاک کے اندر رکھی ہوئی ہے اور اندر داخلے کی کسی کو اجازت نہیں ،لیکن جالیوں سے قبر مبارک نظر آتی ہے،یہاں پہنچنے پر احساس ہوا کہ کتنی مبارک جگہ آیا ہوں، ایک طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تو دوسری طرف چچا زاد بھائی مدفن ہیں، ایسے پر نور مقام پر پہنچایا جس کا کبھی سوچا بھی نہیں، اللہ رب العزت کا اس عاجز پر کتنا کرم ہو رہا ہے بتا نہیں سکتا اور یہ سب والدین و اساتذہ کرام کی دعاؤں کا ثمر جو انعام کے طور پر مل رہا ہے۔



تاریخ کے اوراق میں درج ہے کہ آپ نونہال بچے ہی تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ آپ رضی اللہ عنہ کو لیکر اپنے میکہ گئی دوران سفر آرام کے لئے خیمہ زن تھی اسی اثناء میں بنوقین کے سوار جو غارتگری سے واپس آرہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کرلے گئے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لئے پیش کر دیا لیکن اس میں بھی اللہ رب العزت کی حکمت کارفرما تھی، کہ اس بچے کو حکیم بن حزام نے خرید کر اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلہ رضی اللہ تعالی عنا کی خدمت میں پیش کردیا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنا آپ ﷺ کی خدمت میں

حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالی عنا نے رسول خدا ﷺ سے عقد نکاح کے موقعہ پر زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا اور یہ زید رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی کہ اللہ تعالی نے اس طرح ان کو محبوب دوجہاں ﷺ کی غلامی سے سرفراز کیا جو کہ نصیب والوں کی قسمت میں آتی ہے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنا کے والدین

آپ رضی اللہ عنہ کے والدین ایک آزاد عیسائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اٹھائے جانے کے بعد سے آپ رضی اللہ عنہ کے والدین بے چین و بیقرار تھے، مسلسل اپنے بچے کی تلاش میں تھے۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر بنی کلب کے کچھ افراد مکہ آئے اور ان سے اچانک آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی ،اور انھوں نے واپس جاکرآپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو اطلاع دی کہ آپ کا بچہ زندہ و سلامت مکہ المکرمہ میں ہے جس پر آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم حارث بن شرجیل اپنے بھائی کعب بن شرجیل اور کچھ نقدی کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ اپنے لخت جگر کو گھر واپس لا سکے۔

مکہ پہنچ کر حارث رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فدیہ لیکر ان کے بیٹے کو ان کے حوالے کردے ۔نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انکی باتیں سنکر فرمایا کہ آپ کا کونسا بیٹا یہاں ہے، جس کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں، انھوں نے عرض کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں ایک ایسی تجویز نہ دوں جو کہ فدیہ سے بھی بہتر ہو ۔دونوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا ہے وہ؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اسے آپ کے سامنے بلاتا ہوں اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو آپ لوگوں کو اختیار ہوگا کہ بخوشی لے جاہیں ،اس کے بدلے کچھ نہیں لیا جائے گا لیکن اگر اس نے میرے پاس رہنے کو ترجیح دی تو میں اسے تمہارے ساتھ جانے پر مجبور نہیں کرونگا، دونوں نے بخوشی اقرار کر لیا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زید بن حارثہ کو بلایا اور بتایا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کہا میرے جانب سے تمھیں اختیار ہے ،کہ اگر ان لوگوں کے ساتھ جانا چاہتے ہوتو جاسکتے ہو اور اگر رکنا چاہتے ہو تو رک سکتے ہو۔
حضرت زید بن حارثہ نے یہ سن کر بلا تردد فرمایا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہی رہوں گا یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کے باپ نے افسوس کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے، جس پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ان اوصاف حمیدہ کا مشاہدہ کیا ہے، جسکا آپ کو علم نہیں اور جس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے ساتھ مشفقانہ انداز سے پیش آتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی، ان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے میں بہت محبت کرتا ہوں ان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا یہ والہانہ محبت کا اظہار دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زید کا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ تشریف لے گئے ،اور سرداران قریش کے سامنے باآواز بلند فرمایا کہ
"اے خاندان قریش! گواہ رہنا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور یہ میرا وارث ہے "
اس وقت سے آپ رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ سے زید بن محمد کہا جانے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اعلان سن کر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد و چچا حیران و خوش ہوتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ المنوہ پہنچے تو اب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے علیحدہ مکان مخصوص فرمادیا ،اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنا کے ساتھ نکاح کروادیا ،یعنی یہ دوسرا طرہ افتخار تھا جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دستار فضل پر نصیب ہوا تھا ، لیکن یہ نکاح زیادہ عرصے نہ چل سکا، نسبی و خاندانی عدم توازن بالا آخر نوبت طلاق دینے پر مجبور ہوگئے۔ عدت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم اللہ سے زینب رضی اللہ عنا کواپنے عقد نکاح میں لے آئے۔ کیونکہ زید رضی اللہ عنہ زید بن محمد کے نام سے مشہور تھے اس لئے منافقوں نے اس واقعہ کو نہایت ناگوار پیرایہ میں شہرت دی ،کہ ایک طرف تو رسول خدا ﷺ بہو سے نکاح کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف خود کرتے ہیں لیکن اللہ نے اس کی وضاحت وحی نازل کرکے دی

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (سورہ الا حزاب-۳۷)

پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دے دی) تو ہم نے تم سے اس کا نکاح کردیا تاکہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں جب وہ ان سے اپنی حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دے دیں) کچھ تنگی نہ رہے۔ اور خدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔

ان آیات میں اللہ نے واضح کردیا کہ منہ بولی اولاد کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے اس آیت کے بعد زید بن محمد کی بجائے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہلائے جانے لگے۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

غزوہ احد سے پہلے یہ سریہ زید مسلمانوں کی آخری کامیاب مہم تھی جو 3 ہجری میں پیش آئی، واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کفاران قریش غزوہ بدر کی شکست کے بعد قلق و اضطراب میں مبتلا تھے۔ پھر جب گرمی کا موسم آیا اور ملک شام کے تجارتی سفر کا وقت آن پہنچا تو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ سفر کس طرح کریں، ساحل کی طرف مسلمان موجود ہیں، تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ساحل کا راستہ چھوڑ کر عراق کے راستے سفر کیا جائے تو راستہ لمبا تو ہو گا لیکن زیادہ محفوظ ہو گا۔

جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے 100 سواروں کا ایک رسالہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا جنھوں نے نہایت تیزی سے راستہ طے کرتے ہوئے اچانک قافلہ پر حملہ کرکے قافلے پر قبضہ کرلیا۔

شہادت

سریہ موتہ میں آپ رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کرنے والے پہلے اسلامی سپہ سالار تھے ، اس سریہ میں ان کی بہادری و قربانی نے انہیں ہمیشہ کے لئے اسلامی تاریخ میں زندہ کردیا۔



قبر مبارک حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ



حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا داخلی دروازہ

تُم خدا کے شیر اور دین کے دلبر ہو
دین حق کے پاسباں، حق کے پیمبر ہو

معرکۂ موتہ میں، جنگ کا اِک منظر ہو
دو پرُوں کے ساتھ اڑتا جنت کا پرندہ ہو

جعفرِ حیدر ہو تم، بہادری کی اِک پہچان
بدر کی گھمان جنگ میں دشمنوں پر قہر ہو

آندھی کی مثال ہو تُم میدانِ جنگ میں
شیرِ عرب، غالبِ جنگ، حق کا محور ہو

جنگِ موتہ میں شہادت، تُم نے جو پائی ہے
وہ شہنشاہِ دین و ملت اور سر کا تاج ہو

کٹ گیا گر بازو بھی مگر آپ جھکے نہیں
ایماں کی طاقت سے لبریز شیر تم جوہر ہو

نقشِ شجاعت ثبت ہے تاریخ کے ہر باب میں
موتہ کے میدان میں، تیرا ہی محشر ہو

تیری مثال کوئی نہیں نہ ہمسفر، نہ ہم پلہ
جعفر بن ابی طالب تم بہادری کا منظر ہو

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (سورہ البقرہ - ۲۰۷)

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔



حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ



نام : حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے برادر زعم اور حضرت علی کی بڑے بھائی)

والد : بدالمناف (ابو طالب)
والدہ : فاطمہ بنت اسد (ہاشم بن عبدالمناف کی پوتی) سن ۳ ہجری مدینہ میں وفات ہوئی۔

زوجہ : اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنا

کنیت : ابو عبداللہ ، ابو المساکین

القابات : جواد (سخی) ، ذوالجناحین (دو پروں والے) ، طیار (اڑنے والے)، صاحب

الھجرتین : پہلی حبشہ و دوسری مدینہ شریف

لقب : طیار اور ذوالجناحین

ہجرت حبشہ : نبوت کے ۵ ویں سال رسول ﷺ کی اجازت سے ۸۰ مردوں کے ساتھ ہجرت کی۔

ہجرت مدینہ : ۷ ہجری میں اپنے گھر والوں سمیت ۱۶ افراد کو لیکر مدینہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ بھی خیبر کی فتح سے واپس لوٹے، آپ رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرد محبت میں رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور سینے سے لگایا اور فرمایا کہ پتہ نہیں کہ خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہو رہی ہے یا جعفر کے لوٹ آنے سے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کا توحید کی آواز کو لبیک کہنے والوں میں ۲۵ واں یا ۳۱ واں نمبر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کم لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے بے پایاں خطرات و لا محدود مشکلات کو پس پشت ڈال کر دیوانہ وار اسلام کا استقبال کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے بھی مشرف با اسلام کیا۔ اس وقت اسلام قبول کرنے پر کفاران مکہ کیطرف سے عزیت ناک سزا دی جاتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ

(اسلام کی پہلی ہجرت، ۱۱ مرد و ۴ عورتیں)

جب کفار مکہ کا ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کیطرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی ،کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل و نیک فرماں روا تھا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنی شریک حیات اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

کفار مکہ کو یہ برداشت نہیں ہورہا تھا کہ مسلمان غریب الوطن ہو کر راحت و سکون کی زندگی گزاریں، اسلئے انہوں نے مسلمانوں کی واپسی کیلئے عمرو بن عاص و عبداللہ بن ربیعہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کیطرف روانہ کیا (دونوں حضرات کچھ سال بعد مشرف بہ اسلام ہوئے)۔ ان دونوں نے پہلے نجاشی کے مصاحبوں سے ملاقات کی اور بتایا کہ کچھ بےوقوف لوگوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے، اور آپ کے ملک آگئے ہیں اور ہمارے معززین نے انکی واپسی کیلئے ہمیں بادشاہ کے پاس بھیجا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ جب ہم بادشاہ کے یہاں ان کی واپسی کی درخواست کریں تو آپ لوگ ہماری تائید کریں۔ جب یہ دونوں نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور مسلمان مہاجرین کو واپس لینے کی درخواست کی تو نجاشی نے انکار کر دیا ،اور کہا کہ پہلے مہاجرین سے حقیقت دریافت کرونگا اگر وہ لوگ صحیح ہوئے تو تمہیں واپس نہیں کرونگا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمان مہاجرین کو لیکر دربار نجاشی میں داخل ہوئے ،اور مسلمانوں کے دستور کے مطابق سلام کیا جبکہ نجاشی کے دربار کا قاعدہ تھا کہ آنے والا نجاشی کو سجدہ کرتا تھا اور مسلمانوں نے نہیں کیا، مشرکین مکہ کے قاصدوں نے نجاشی کو بڑکانا چاہا تو بادشاہ نے مہاجرین سے سوال کیا۔

نجاشی : تم نے میرے دربار میں سجدہ کیوں نہیں کیا ؟

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ : ہم خدا واحد کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہمارے دین میں غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

جب نجاشی نے دین اسلام کے بابت سوال کیا اور مشرکین مکہ کے قاصدوں کے اٹھائے سوالات دہرائے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تفصیلاً تقریر کی جو تاریخ کے اوراق میں سنہری حرفوں میں درج ہے۔

جعفر رضی اللہ عنہ کی دربار نجاشی میں تقریر

اے بادشاہ – ہم جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے ،بت پرستی کرتے تھے ،مردار کھاتے تھے ،فحاشی میں مبتلا تھے ،ہمسایوں سے برا سلوک کرتے تھے اور ہم میں سے جو طاقت ور تھا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ان حالات میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا جسکی شرافت، امانت داری و پاکبازی سے ہم سب واقف تھے ۔ اس نبی ﷺ نے ہمیں دعوت دی کہ خدا کو ایک مانیں ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، بت پرستی چھوڑ دیں، امانت داری کا رستہ اختیار کریں ، سچ بولیں، صلہ رحمی کریں ، ہمسایوں سے بھلائی کریں، حرام سے بچیں، خونریزی نہ کریں، بیہودہ باتوں سے بچیں، فریب نہ دیں۔ یتیم کا مال نہ کھائیں تو ہم اس پر ایمان لائیں تو جس چیز کو اس نے حرام قرار دیا اسکو ہم نے بھی حرام سمجھا اور جس چیز کو اس نے حلال قرار دیا اسکو ہم نے حلال مان لیا۔

ان باتوں کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی۔ ہر طرح سے ہمیں ستایا تاکہ ہم دین حق کو چھوڑ دیں ،اور جب یہ انتہا پر پہنچ گیا تو ہم تمہارے ملک کیطرف ہجرت کر گئے اور تم سے امید کرتے ہیں کہ تمہارے یہاں ایسا ظلم نہیں ہوگا۔ پھر جب نجاشی کے کہنے پر جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ العنکبوت و مریم کی آیات پڑھ کر سنائی جس پر وہاں لوگوں پر رقعت طاری ہوگئی، اور نجاشی نے کہا کہ یہ کلام بر حق ہے اور قاصدین مکہ کو صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں ان مسلمانوں کو ہرگز تم لوگوں کے سپرد نہیں کرونگا۔

دوسرے دن کفاران مکہ کے قاصدوں کے بہکانے پر اور نجاشی کے سوال پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ وہ اللہ کے بندے و رسول تھے۔ جس پر نجاشی نے اثبات کا اظہار کیا ،اور قاصدین کفار کو کہا کہ اگر تم لوگ مجھے سونے کا پہاڑ بھی لا کر دے دو تو پھر بھی میرا فیصلہ مسلمانان مہاجرین کے حق میں ہی ہوگا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو دعوت حق کیلئے مکتوبات روانہ کئے تو نجاشی کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مکتوب نبوی ﷺ لیکر پہنچے ،جس کو پڑھ کر نجاشی نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا جعفر سے محبت کا اظہار

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اخلاق اور کردار کی وجہ سے بہت محبت دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :-

"اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي"

اے جعفر، تم میرے اخلاق اور صورت میں مشابہ ہو۔ (سنن ترمذی : ۳۷۶۵)

غزوہ مؤتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور قربانی غزوہ مؤتہ میں نمایاں تھی۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم سنبھالا اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔
نبی ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ :-

"اللہ نے جعفر کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے جنت میں پرواز کے لیے دو پروں سے نوازا۔
اسی لیے ان کا لقب "طیار" اور" **ذوالجناحین** " ہے۔ (بخاری : ۳۷۰۹)



قبر مبارک حضرت سیدنا جعفر الطیار رضی اللہ عنہ



کلامِ حق تیرا تھا حق کی عطا
زباں پہ تھی جاری دین کی عطا

شاعرِ حق و خطیبِ امین آپ
یوں بانٹتا تھا وہ خدا کی عطا

تیرے اشعار میں عشقِ نبی ﷺ
تیرے الفاظ میں رب کی عطا

میدانِ جنگ میں رکھے جذبے جواں
تلوار حق سے آئی فتح کی عطا

مدینے کی گلیاں تھیں تیری گواہ
تیرے خطبوں میں تھی حق کی صدا

محبتِ مصطفی ﷺ تھا تیرا چراغ
تیری زباں میں تھی نور کی عطا

معرکہء خیبر میں بھی تو نمایاں رہا
تیرے خیالوں میں تھی حکمت عطا

شہادت پر تیری جنت نے یوں پکارا
آجا اے وارثِ ۔ ہو تم پر فضل و عطا

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (سورہ الاحزاب۲۳)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا اس کو سچ کر دکھایا۔



حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

☆ انصاری صحابی

☆ قبیلے کے سردار

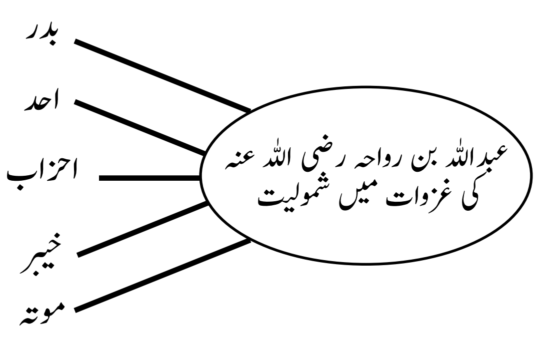
بیوی : ام سعید بنت کریب

والد : رواحہ

والدہ : کبشہ بنت واقد

بھائی : ثابت بن رواحہ (ابتدائی مسلمانوں میں شامل) رضی اللہ عنہ

کنیت : ابو محمد ، ابو رواحہ ، ابو عمرو



حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس کڑک کے علاقہ میں ہے ،اور روڈ کے مغرب کی طرف آپ کا خوبصورت مزار و مسجد واقع ہے سیڑیاں چڑھ کر ہم لوگ اندر داخل ہوئے، یہاں پر بھی پیلے پتھروں کا استعمال کیاگیا ہے جیسے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ و جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار اقدس تعمیر ہوئے ہیں۔ مسجد میں دو رکعات نفل پڑھ کرہم لوگ شاعر اسلام رضی اللہ عنہ کے در پر حاضر ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سبز مخملی چادر بچھی ہوئی تھی کمرہ کافی کشادہ تھا آرام سے وہاں جاکر بیٹھ سکتے ہیں ایک پتھر کی تختی بھی رکھی ہوئی تھی جس پر آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہوا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری کا کچھ کلام دیوار پر آویزاں بھی تھا، وہاں ایک پر نور ماحول تھا اور ہم لوگوں کو اللہ نے ایک ایسی ہستی کے در پر پہنچایا تھا جو صحابی رسول کے ساتھ شاعر اسلام بھی تھے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبے رہا کرتے تھےاور ساتھ کے ساتھ شہداء موتہ میں بھی شامل تھے، ایسی مبارک ہستیوں کے در پر خودبخود نہیں پہنچا جاتا بلکہ جب اللہ اپنے بندے پر مہربان ہوتا ہے تو انعام کے طور اپنے محبوب بندوں کے در کی زیارت نصیب فرماتا ہے۔





حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے جن کا تعلق خزرج قبیلے سے تھا جو مدینہ کے دو بڑے قبائل میں سے ایک تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرئ القیس تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور اسلام کی ابتدائی تحریک میں اہم کردار ادا کیا آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شریک ہوئے۔

عبداللہ بن رواحہ کا تعلق ایک معزز خاندان سے تھا اور وہ قبل از اسلام اپنے قبیلے کے معززین میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت وفادار ساتھی تھے اور انہوں نے کئی غزوات میں شرکت کی۔ آپ جنگی مہمات میں بھی شامل رہے اور خاص طور پر غزوہ خیبر اور غزوہ موتہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو شاعر و خطیب کے طور پر بھی پسند کیا اور آپ کے اشعار اسلام کی حمایت اور مشرکین کے خلاف ہوتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی شان مبارکہ میں فرماتے ہیں کہ

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ
قد انزل الرحمن فی تنزیلہ
فی صحف تتلی علی رسولہ

اے کافروں کے بیٹوں- اس کے راستے سے ہٹ جاؤ
ہٹ جاؤ کہ تمام بھلائی رسول میں ہے
رحمان نے اپنی کتاب میں نازل کیا
ایسی کتاب جو کہ اس کے رسول پر تلاوت کی جاتی ہے
(الرحیق المختوم ۔۵۲۳)

غزوہ موتہ کے موقعہ پر جب رسول ﷺ نے مسلمانوں کی قیادت آپ رضی اللہ عنہ کو سونپی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے

يَاحَبَّذَاالْجَنَّةُوَاقْتِرَابُهَا
طَيِبَةٌوَبَارِدٌشَرَابُهَا
وَالرُّومُرُومٌقَدْدَنَاعَذَابُهَا
كَافِرَةٌبَعِيدَةٌأَنْسَابُهَا
عَلَيَّإِذْلَاقَيْتُهَاضِرَابُهَا

(دیوان الا میر الشاعر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ۔ ۵۰)

وہ واہ کیسی اچھی ہے اور اس کا قریب آجانا کتنا پر لطف ہے! وہ پاکیزہ ہے اور اس کے مشروبات ٹھنڈے ہیں۔ ہمارہ ہدف رومی ہیں اور ان کے عذاب کا وقت قریب آپہنچا ہے، یہ کافر ہے ان سے ہمارا کوئی نسبی تعلق بھی نہیں، مجھ پر لازم ہے کہ جب ان سے مقابلہ ہو ہی گیا ہے تو ان پر ضرب کاری لگاؤں ۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ موتہ میں ایک اہم کمانڈر کی حیثیت دی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ باقی دو سپہ سالار کی طرح جواں مردی سے رومی افواج کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۸ ہجری میں ہوئی۔



حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مقام پر داخلی تختی





حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مزار کا داخلی دروازہ



قبر مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ





حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شاعری



تاریخ کے اوراق پر ہے نقش تیرا نشان
تھے شجاعت کا پیکرو بہادری کا نشان

سیف اللہ جیسے لقب سے نوازا گیا
ہر جنگ میں تونے چھوڑا ہے اپنا نشان

میدانوں میں جب گونجتی تھی تیری للکار
لشکرِ دشمن بھی ہوجاتے تھے پریشاں

احد سے لے کر موتہ کی خاک تک
تلوار نے لکھی ہے فتح کامران

اسلام کا سپہ سالار، و ملت کا پاسبان
قدموں سے اپنے بدلا ہر جنگ کا نشان

ہمیشہ عشقِ نبی ﷺ میں خم رہا تیرا سر
ایماں کے جذبے کا تھا یہ اِک نشان

روم ہو یا فارس لرزے ترے نام سے سب
اور عام میں بن چکی تھی فتح تیری پہچان

جدا ہے جاہ و جلال تیرا اے خالد بن ولید
اسلام کے جھنڈے میں رہیگا تیرا نشان

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ (سورہ توبہ)

خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے



حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو مخزوم سے تھا جو مکہ کے امیر و با اثر قبائل میں شمار کئے جاتے تھے۔

والد : ولید بن مغیرہ (سردار بنو مخزوم)

والدہ : لبابہ بنت الحارث (بنو ہلال)

(حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی اہلیہ لبابہ الکبری کی بہن تھی)

بھائی : ہشام بن ولید

بھائی : ولید بن ولید (قریش کی قید میں بھی رہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں رہائی ملی)۔

بیٹے : سلمان بن خالد رضی اللہ عنہ و مہاجر بن خالد رضی اللہ عنہ – ان دونوں بیٹوں نے اپنی جنگی مہارت و شجاعت کو اسلام کی فتوحات میں استعمال کرکے اپنے باپ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کا حق ادا کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس تو شام میں ہے ،لیکن جب سریہ موتہ کا ذکر چلا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا تو لازمی تھا،یہی سے تو رسول خدا صلی علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا خطاب دیا تھا پھر یہ ضروری تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ تو آگاہی دوں تاکہ آئندہ آنے والی نسل یہ ضرور یاد رکھے ،کہ تاریخ اسلام میں کیسے کیسے جلیل القدر اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گزرے ہیں، جو ہر وقت رسول خدا صلی علیہ وسلم پر جان نچاور کرنے پر تیار رہتے تھے۔



حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلواریں

جنگ احد میں قریش کی قیادت

جنگ موتہ- پہلا عظیم کارنامہ تھی جو سن ۸ ہجری میں ہوئی جس میں اسلامی فوج کے تین کمانڈروں کی شہادت کے بعد قیادت آپ رضی اللہ عنہ نے سنبھالی ،اور اپنی جنگی حکمت عملی سے مسلمانوں کو بڑی شکست سے بچایا۔ اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت وجنگی صلاحیت کو سراہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا لقب دیا۔

فتح مکہ- سن ۸ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ایک دستے کی قیادت کر رہے تھے، اور مسلمانوں نے مکہ بغیر خون و خرابے کے فتح کیا۔

جنگ حنین و طائف: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین کا سامنا کرنا پڑا جہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دشمن کے مضبوط لشکر کے خلاف بہادری کا مظاہرہ کیا اور طائف کے محاصرے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

فارس و روم کے خلاف فتوحات: آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف جزیرہ ہائے عرب میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے ،بلکہ فارس و روم جیسی سلطنتوں کے خلاف بھی کامیاب مہمات سر کیں جن کا ذکر تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھا گیا ہے۔

جنگ یرموک: آپ رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم کارنامہ جنگ یرموک ہے یعنی مسلمانوں و بازنطینی سلطنت کے درمیان جنگ ہوئی ،جس میں مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روم کی طاقتور فوج کو شکست فاش دی۔ یہ اسلامی فتوحات میں اہم سنگ میل ثابت ہوئی اور شام کو اسلامی خلافت کا حصہ بنا دیا۔

<u>فلسطین</u> : حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فلسطین کے مختلف علاقوں کی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا جس کے بعد فلسطین کے علاقوں میں اسلامی فوج کا قبضہ مضبوط ہوا۔

۱۰۰ سے زائد جنگوں و مہمات میں حصہ لیا اور کبھی شکست کا سامنا نہیں کیا۔
آپ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ سے حکمت عملی دشمنوں کی صفوں کو توڑنے، حملے کی منصوبہ بندی اور فوج کی حفاظت کرنے کی صلاحیت بے مثال تھی۔

انتقال : ۲۱ ہجری حمص (موجودہ شام) میں ہوا۔
(آپ رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی)

آپ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت فرمایا تھا کہ
میں نے اتنی جنگیں لڑی کہ میرے جسم پر تلوار، نیزے و تیر کے زخموں کے علاوہ کوئی جگہ نہیں بچی پھر بھی میں بستر پر مر رہا ہوں۔

علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے سیف اللہ کا لقب دیا تھا ،اور اللہ کی تلوار شہید ہو نہیں سکتی تھی اس لئے حضرت خالد بن لید رضی اللہ عنہ شہید ہو نہیں سکتے تھے۔

عرب کی شان اور پہچان ہے ضرار
حق کے سپاہی، غیرت کی آن ہے ضرار

وہ بدر و اُحد کے بہادر و میدانِ وفا ہیں
صحرائے عرب میں، دین کی جان ہے ضرار

تلوار کی جھنکار میں پکا تھا نورِ یقین
دشمن کے لشکر میں، طوفان ہے ضرار

وہ جنگجو جو فتح کا پیام لے کے آیا
ہر معرکے میں، جیت کی آن ہے ضرار

جنگِ یرموک میں، وہ یکتا و بے مثال تھے
شجاعت کا امین و عزم کی داستان ہے ضرار

ضرار بن الأزور، دین کا فخرِ عظیم
بقا کا نشان وجنت کی جان ہے ضرار

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (سورۃ الفتح: ۲۹)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

حضرت ضراربن الازور رضی اللہ عنہ

آخر ہم لوگ اس مقام پر بھی پہنچ گئے جہاں حضرت ضراربن الازور رضی اللہ عنہ مدفن ہیں ، آپ رضی اللہ عنہ صحابی رسول و شہداء اسلام میں سے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کے مزار و مسجد کو بھی عمان میں اسی خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا جیسا باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات تعمیر کئے ہیں ، اس میں بادشاہ وقت عبداللہ بن حسین کا بڑا حصہ ہے۔ انتظامیہ کے ایک شخص نے مزار اقدس کی چادر ہٹا کر کہا کہ اس سوراخ سے سونگھ کر دیکھو اور اس نے ایک چھوٹا اسٹول بھی مہیا کیا، تاکہ مزار کی بے حرمتی نہ ہو۔ سبحان اللہ اتنی پیاری خوشبو اس سوراخ سے پھوٹ رہی تھی کہ بیان نہیں کی جاسکتی، ایسی ہی پیاری خوشبوئیں جنت البقیع، جنت المولیٰ و حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی پہاڑی (مدینہ میں)سے بھی آتی ہے، جہاں شہداء مدفن ہیں وقت کی کمی کی وجہ سے تھوڑا وقت یہاں گزارا لیکن سکون ایسا تھا کہ بیان نہیں کرسکتا پھر ہم اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ کے ان بہادر اور جری صحابہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے میدانِ جنگ میں اپنی بے مثال شجاعت، جذبۂ ایمان، اور حبِ رسول ﷺ کی روشن مثالیں قائم کیں۔ وہ جنگی مہارت اور بہادری میں مشہور تھے اور ابتدائی اسلامی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا جو قریش کا حلیف قبیلہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی ایک نامور جنگجو اور شاعر تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد ان کی تمام توانائیاں دینِ اسلام کی خدمت کے لیے وقف ہو گئیں تھی۔

ضرار بن الا زور رضی اللہ عنہ کو ان کی بے پناہ شجاعت اور جنگی مہارت کی وجہ سے اسلام کا پہلوان کہا جاتا تھا۔ وہ انتہائی مضبوط اور چاق و چوبند تھے۔ ان کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ وہ اکثر میدانِ جنگ میں بغیر زرہ کے لڑا کرتے تھے، جس کی وجہ سے دشمنوں میں "ننگے بدن والا" بھی کہا جاتا تھا۔



مقام الصحابی حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے کئی اہم معرکوں میں حصہ لیا، جن میں ان کی بہادری نمایاں رہی۔

جنگ یمامہ :

یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی، جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اس جنگ میں حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا اور دشمنوں کی صفوں کو تہس نہس کر دیا۔ وہ ان ابتدائی جنگجوؤں میں شامل تھے جنھوں نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا اور فتح میں اہم کردار ادا کیا۔

جنگ شام :

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ شام کی فتوحات میں بھی پیش پیش رہے۔ انہوں نے روم کے خلاف ہونے والی جنگوں میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی بے مثال جنگی حکمت عملی اور دلیری سے دشمن کو شکست دی۔

جنگ اجنادین :

یہ جنگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی گئی، اور ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ اس معرکے میں نمایاں ترین جنگجو تھے۔ انہوں نے دشمن کے اہم سپاہیوں کو قتل کیا اور اسلامی لشکر کی فتح میں کلیدی کردار ادا کیا۔

فتح دمشق :

دمشق کی فتح کے دوران بھی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہادری نمایاں رہی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی شجاعت سے دشمن کی مضبوط قلعہ بندیوں کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں اکثر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

شہادت یا وفات

حضرت ضرالار بن ازور رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ کس جنگ میں شہید ہوئے۔
بعض روایات کے مطابق وہ شام کی فتوحات کے دوران ایک جنگ میں شہید ہوئے۔
دیگر روایات کہتی ہیں کہ وہ طاعونِ کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ وفات پاگئے جو شام میں ایک وبا کی صورت میں پھیلا تھا۔
حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ کی زندگی جرات، ایمان اور اسلام سے بے پناہ محبت کی روشن مثال ہے،اور ان کے حالات زندگی سے ہمیں یہ سبق ملا ہے کہ ایک سچا مومن دنیا کے کسی خوف کو خاطر میں نہیں لاتا جب بات اللہ کے دین کی ہو۔



قبر مبارک حضرت ضرار ابن الازور رضی اللہ عنہ



حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کا بیرونی منظر



حضرت ضرار ابن الازور رضی اللہ عنہ کی مسجد کا اندرونی منظر



حضرت ضرار ابن الازور رضی اللہ عنہ کی مسجد کا اندرونی منظر



شیرِ حق، ابو عبیدہ کی شان ہے کمال
سچائی کا امین، تھا دیانت کی مثال

ایمان کے چراغ سے تھا جذبہءِ دین
جذبہ حق عیاں تھا تیری تلوار سے

معرکہءِ حق میں رہا تو سپاہی بیمثال
تلوار تھی تیری، بس اللہ کا کمال

دشمن کے ہجوم میں، تھا رعب سا تیرا
دین و حق کا مجاہد، فتح میں تھا کمال

بدر سے یرموک تک، پیش پیش تم رہے
ہر معرکہءِ حق میں تو رہا یوں تیرا کمال

دیانت کی جو بات ہو، تو یاد ہمیشہ آتا ہے
ابو عبیدہ کا کردار، تھا روشن کمال

یہ شانِ مصطفیٰؐ کا تھا عظیم وارث
آسماں پہ لکھا گیا، تیرا نام ہے کمال

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (سورہ توبہ - ۴۵۶)

جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی۔
اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہے



حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ

ہم لوگ ۸ فروری ۲۰۲۳ کو صبح تقریبا ۳۰ : ۱۱ یہاں پہنچے ، یہ مقام ہمارے ہوٹل اینٹیکا عمان سے ۵۸ کلومیٹر کی دوری پر تھا ،اور ہم لوگوں کو تقریباً ایک گھنٹہ لگا ۔یہاں ایک تو موسم سرد تھا تو دوسرا یہاں تعمیراتی کام چل رہا تھا تو کم ہی لوگ یہاں موجود تھے ، دروازے سے داخلے پر ہی چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جہاں سیکوریٹی والوں نے ہمارے پاسپورٹ دیکھنے کے بعد اندر داخلے کی اجازت دی۔ یہاں ایک منارہ والی خوبصورت مسجد و مزار حضرت عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہے ، آپ رضی اللہ عنہ کے نام پر ہی مسجد کا نام ہے جسے شاہ عبداللہ بن حسین نے تعمیر کروایا تھا، یہاں ایک میوزیم اور اسلامی ثقافتی ادارہ بھی ہے، لیکن اس وقت بند تھا اور ماحول کو خوبصورت بنانے کے لئے صحن میں خوبصورت پودے و فوارے بھی تھے، حضرت رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر اندر داخلے کا دروازہ بند تھا لیکن مزار کے باہر شفاف گلاس لگے ہوئے تھے، جس سے باآسانی ہم لوگوں نے آپ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو فہر سے تھا۔ آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نسب سے کئی پشتوں میں جا کر مل جاتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ابتدائی مسلمانوں میں شامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے اپنے گھرانے اور قبیلے کی مخالفت کے باوجود ثابت قدمی دکھائی اور مکہ کے مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "امین الامّت "یعنی " امت کے امانت دار"جو خود رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔
آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی اسلام کے لیے عظیم قربانیوں، عدل، اخلاص، اور قیادت کی بہترین مثال ہے۔
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً تمام بڑے غزوات میں شرکت کی اور اپنی بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا۔

غزوہ بدر

اس غزوہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے دفاع میں غیر معمولی بہادری دکھائی۔ایک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے اپنے والد (عبداللہ بن الجراح) مشرکین کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ جب انھوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں انھیں قتل کر دیا۔
اس موقع پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ (سورہ المجادلہ - ۲۲)

جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے اور سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

غزوہ احد

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تھے اور چہرے میں خَود (زرہ) کی کڑیاں گڑ گئی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کڑیوں کو اپنے دانتوں سے نکالا اور اس دوران ان کے دو دانت بھی شہید ہو گئے۔

غزوہ خندق اور دیگر معرکہ

غزوہ خندق اور دیگر غزوات میں آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ پیش پیش رہے اور رسول اللہ ﷺ کے قابلِ اعتماد ساتھیوں میں شامل تھے۔

خلافتِ صدیقی میں خدمات

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے خلافتِ صدیقی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے دور میں فتوحاتِ شام میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو شام کی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر آپ رضی اللہ عنہ نے اجنادین، یرموک اور دیگر معرکوں میں فتح حاصل کی۔

خلافتِ فاروقی میں کردار

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا۔ آپ نے اس ذمہ داری کو عدل و انصاف اور امانت داری سے نبھایا۔

فتوحاتِ شام

آپ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دمشق، حمص، اور دیگر علاقے فتح ہوئے۔

معرکہ یرموک میں آپ رضی اللہ عنہ نے رومی سلطنت کے خلاف عظیم فتح حاصل کی۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیت المال سے اپنی ضروریات کے لیے بہت قلیل رقم لی اور باقی سب مسلمانوں میں تقسیم کر دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو ایک غریب حالت میں دیکھا تو رو پڑے اور کہا
"اللہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، دنیا نے سب کو بدل دیا مگر اسے نہیں بدل سکی۔
حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ ۱۸ ہجری میں طاعونِ کی وبا کے دوران
شام میں وفات پا گئے۔

طاعون کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
"یہ اللہ کی رحمت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ موت کے وقت اللہ کی رحمت سے بھاگوں۔"
آپ رضی اللہ عنہ نے طاعون سے شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر اردن کے
علاقے معان میں موجود ہے، جہاں آج بھی لوگ ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔



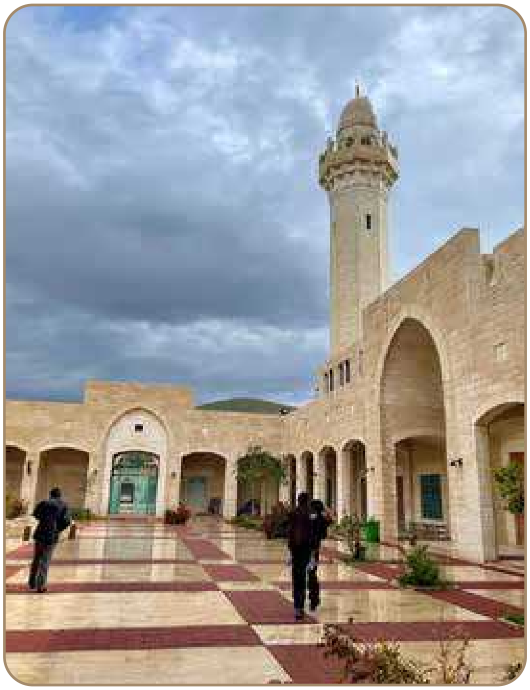
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مزار کا داخلی بورڈ



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مسجد کا بیرونی منظر



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مسجد و مزار کا داخلی منظر



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مسجد کا اندرونی منظر



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مسجد کا اندرونی منظر



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک



حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مسجد کا اندرونی منظر

عظمتِ صحابِ کہف کا آج قصہ ہے بیاں
وہ ایمان کی روشنی تو آج بھی ہے عیاں

حق کے مسافرو عشق کے وہ راہگیر ہیں
باطل کے اندھیروں میں ہیں سچائی کا نشان

جب ظلم کے سائے میں چھا گئی تھی رات
پھر جاگ اٹھے تھے یہ چراغِ حق بیان

حق کے تھے پروانے یہ رب کے عاشقین
دھوکے سے بچ گئے تھے وہ دیندارِ بیان

اس غار کی تنہائی میں تھی فقط ایمان کی پناہ
اللہ کی رحمت سے بنا ، وہ محفوظ سائبان

صدیوں وہ سوئے ہوئے ، اللہ کے حکم سے
جاگے تو حق کی جیت ہوگی اوررب مہربان

ہے آج بھی چراغِ ہدایت کا وہ مقام
جو بھی پڑھے قصہ، ہو جائے باایمان

ایمان کی اِک حرارت، تھا ان کا یہ سفر
حق پر رہنے والوں کا ، قائم رہتا ہے بیان

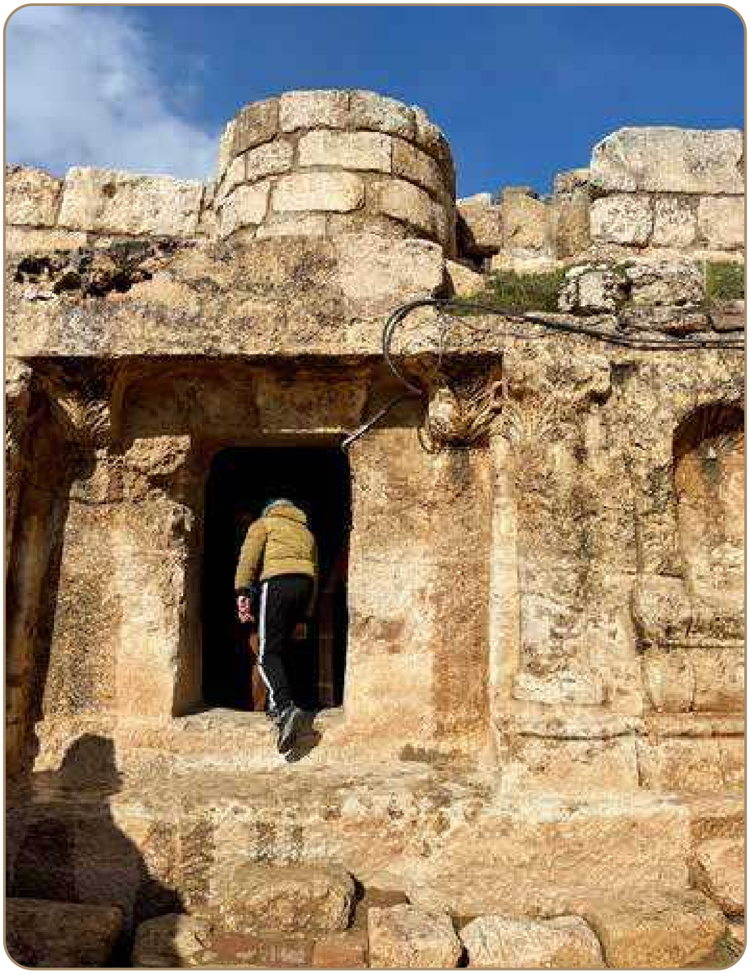
اصحاب الکہف

آج ایک خاص دن تھا کیونکہ ہم لوگ وہاں پہنچ گئے تھے جس کا ذکر قرآن کی سورہ الکہف میں اللہ نے کیا ہے لیکن یہاں بھی وہی پریشانی تھی کہ مورخین نے مختلف دلائل و قرائن کی بنیاد پر اصحاب الکہف کے غار کے بارے میں مختلف آراء نقل کی ہیں ، بعض مورخین نے اس کا مقام ترکی میں بعض نے اندلس میں اور بعض نے اردن میں بیان کیا ہے۔
اصحاب الکہف کے غار کے سلسلہ میں جدید تحقیقات ومقامی علماء اس کے محل وقوع اور عوام میں شہرت کو دیکھتے ہوئے قوی گمان یہی کرتے ہیں، کہ یہ ہی وہ غار ہے جس کو ۱۹۵۳ میں اردن کے محقق تیسیر ظبیان اور ان کے گروپ نے دریافت کیا، انھوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ وہی غار ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے اور اپنی اس تحقیق کو کتاب " موقع اصحاب الکہف" میں تفصیلاً لکھا ہے، اور جس کا خلاصہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دام برکاتہم نے اپنی کتاب "جہاں دیدہ " میں کیا ہے۔



داخلی مقام اصحاب کہف

ایک دن پہلے ہی اس شہر میں برف باری ہوچکی تھی اس لئے کافی سارے تاریخی مقامات میں داخلہ بند تھا، جب ہم اصحاب کہف کے غار پر پہنچے تو وہاں بھی تالا پڑا ہوا تھا، دل میں یہی دعا کررہے تھے کہ اللہ تو نے یہاں تک پہنچایا ہے تو غار کے اندر کی زیارت کا شرف بھی مل جائے ، پھر کچھ ہی دیر میں انتظامیہ کے لوگ آئے اور تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں نے غار کو کھولا تاکہ ہم لوگ زیارت کر لیں، کس کس طرح اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے کہ دل میں سوچا اور اللہ نے انتظام کر دیا۔



عمر (ڈاکٹر عثمان کا بیٹا) اصحاب کیف کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے

غار کے سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جس سے ہم اندر داخل ہوئے، اندر دائیں طرف والے پتھر کی سل کے آگے کی طرف ایک گلاس لگا ہوا تھا، اور انتظامیہ کے مطابق یہ اصحاف کہف کی باقیات ہیں یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے غار کے اوپر جاکر وہ سوراخ دیکھنے کو بھی ملا جہاں سے روشنی غار میں داخل ہوتی تھی، غار کے دائیں طرف ایک خوبصورت مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔



اصحاب کیف کی قبریں

الکہف : عربی زبان میں وسیع غار کو کہتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ کے مکی دور میں کفار مکہ نے جہاں ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے، ان ہی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو شرمندہ کرنے کے لئے عیسائیوں و یہودیوں کی مدد سے وہ تین سوال کئے جس کا ذکر ان کی کتابوں میں آیا تھا اور عربوں کو اس کا علم نہیں تھا اور کوئی نبی ہی اس کا جواب دے سکتا تھا۔

★ اصحاب کہف کون تھے؟
★ قصہ خضر کی حقیقت کیا ہے؟
★ ذوالقرنین کا کیا قصہ ہے؟

مشرقین مکہ کے ان سوالات کے جواب میں اللہ رب العزت نے سورہ الکہف نازل فرمائی اور تفصیل سے ان کا جواب دیا۔
اصحابِ کہف کا واقع اندازاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے تقریباً سو سال بعد پیش آیا، اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا دین رائج تھا، اور جو اس دین پر رائج تھے وہی مسلم و مومن تھے جن کا ذکر قرآنِ پاک کی سورۃ الکہف میں آیا ہے وہ نوجوان بھی دین عیسیٰ علیہ السلام پر قائم تھے ،لیکن ان کا بادشاہ دقیانوس اور اس کی قوم جو کہ بت پرستی و جادوگری میں دنیا بھر میں مشہور تھے ۔یہ اصحاب کہف بت پرستی و شرک سے بیزار تھے بلکہ یہ توحید کے قائل اور اللہ کی عبادت کے پابند تھے، انھوں نے توحید کا علی الا اعلان کیا جسکا کا ذکر قرآن نے بھی کیا کہ

اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا (سورہ الکہف - ۱۴)

جب وہ (اُٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے۔

مگر جب ان کی قوم اور بادشاہ نے انہیں دینِ حق چھوڑنے پر مجبور کرنا نہ چھوڑا بلکہ انتہاء یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ دھمکیاں بھی بادشاہ وقت سے ملنے لگ گئی کہ اگر دینِ عیسی نہ چھوڑا تو تمھیں قتل کر دیا جائے گا ،تو انہوں نے اللہ کی رضا کے لیے اپنا گھر، وطن اور معاشرہ چھوڑ کر ایک غار میں پناہ لے لی اور اللہ سے دعا کی جسکا ذکر قرآن میں آیا کہ

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا

جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے کام درستی (کے سامان) مہیا کر۔
(سورہ الکہف - ۱۰)

اللہ تعالی نے ان پر نیند طاری کر دی اور یہ سب غار کے اندر سو گئے، اور یہ نیند ان پر سالہا سال طاری رہی، جسکا تذکرہ قرآن میں اس طرح آیا ہے کہ

وَلَبِثُوۡا فِیۡ کَہۡفِہِمۡ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا (سورہ الکہف - ۲۵)

اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے

وَنُقَلِّبُہُمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ

اور (اس نیند کے زمانہ دراز میں) ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دیتے رہے۔

جب وہ بیدار ہوئے تو انہیں لگا کہ وہ تھوڑی دیر سوئے ہیں جس کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے کہ

وَکَذٰلِکَ بَعَثۡنٰہُمۡ لِیَتَسَآءَلُوۡا بَیۡنَہُمۡ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡہُمۡ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالُوۡا رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ۔

اور اس طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ انہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اصحاب کہف کی حفاظت کا عجیب و غریب انتظام فرمایاکہ دھوپ کی حرارت تو اندر پہنچتی تھی ،مگر دھوپ نہیں، کیونکہ سورج مشرق سے طلوع ہونے کے بعد غار کے اوپر گزر کر مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔

قرآن میں اللہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَتَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ۔

اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف(یعنی مشرق) سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو ان سے بائیں طرف کترا جائے۔



وہ جگہ جہاں سے روشنی اندر غار میں جاتی تھی (کالی پلاسٹک بیگ سے ڈھکا ہوا ہے)

حکمت خداوندی

سریانی روایت کے مطابق جب اصحابِ الکہف بیدار ہوئے تو اس زمانے میں قیامت و عالم آخرت کے مسئلہ پر زور و شور سے بحث چھڑی ہوئی تھی ،اگرچہ رومی سلطنت کے اثر سے لوگ دین مسیحی میں داخل تو ہو چکے تھے اور ان کے بنیادی عقیدے میں عقیدہ آخرت بھی شامل تھا ،لیکن پھر بھی عام رومی لوگ شرک و بت پرستی اور یونانی فلسفے کے اثرات کے زیر اثر تھے ،جسکی وجہ سے بہت لوگ انکارِ آخرت یا کم از کم شک کرتے تھے، ان کو ہوا یہودیوں کے فرقے صدوقی سے مل رہی تھی جو کھلم کھلا منکر آخرت تھے، یہ گروہ کتاب اللہ (تورات) سے آخرت کے انکار کی دلیل لاتے تھے اور مسیحی علماء کے پاس اس کے مقابلے میں مضبوط دلائل نہ تھے۔ ایسے وقت اللہ کی حکمت کہ اصحاب الکہف کا واقع رونماں ہوا ، اللہ نے ان کے واقعے کو اپنی قدرت اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے کی نشانی بنایا ،اور لوگوں میں یہ یقین پختہ ہوگیا کہ جس ذات کو یہ قدرت حاصل ہے کہ تین سو برس تک کسی انسان کو خوراک کے بغیر زندہ رکھا ،اور طویل عرصے سلانے کے بعد صحیح سالم اٹھایا تو اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرے۔

قرآن فرماتا ہے کہ

وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا

اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال) سے خبردار کردیا تاکہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے) اس میں کچھ شک نہیں۔

اصحابِ الکہف کے نام اور ان کی تعداد اللہ رب العزت نے قرآن میں ذکر نہیں کی ہے اور کہا ہے کہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں ۔ البتہ مفسرین اور تاریخی روایات میں ان کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں ، تاریخی روایات میں ان کے نام درج ہیں، مگر یہ قطعی نہیں۔

مکسلمینا سزینوس
یملیخا کشوطیطونس
مرطونس بطونس
دینموس اور ان کے کتے کا نام قطمیر بتایا گیا ہے



اصحابِ الکہف کا واقعہ ایمان، صبر اور قربانی کی ایک عظیم مثال ہے۔ اللہ نے انکی حفاظت کر کے ثابت کیا کہ وہ اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے، اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ان کے نام اور تعداد کے بارے میں یقینی علم اللہ کے پاس ہے، مگر ان کا اصل سبق اللہ کی توحید پر مضبوطی سے قائم رہنا ہے۔



اصحاب کہف کی مسجد کیطرف جاتا رستہ



اصحاب کہف کی مسجد

پیٹرا کی وادیوں میں چھپا اک راز ہے جمال
صدیوں کی کہانی کی یہ اِک آواز کا ہے جمال

پتھروں سے تراشے ہوئے یہ حسیں در ودیوار
تاریخ کی گونجتی ہوئی یہ صدائیں ہیں جمال

چمکتی سرخ ریت میں ہیں ، صدیوں کے مدفون راز
پوشیدہ ہیں پہاڑوں کے سینے میں ماضی کے جمال

یہ نباتیوں کی سرزمین، فخر کا نشاں ہے رہی
یہ نشانِ شہرِ عتیق ہے اور اپنے وقت کا کمال

اس وادی کا ہر گوشہ ہے فن و ثقافت کا کمال
سنگ تراشی بے مثال و فن کا حُسن و جمال

سرخ رنگ کی ریت کے میں لپٹی ہے یہ زمیں
صحراؤں کی گود میں پلا ہے یہ حُسن جمال

یہ پیغام دے رہا ہے اس وادی کا ہر پتھر
وقت کی لکیروں میں ہے چھپا ہوا جمال

پٹیرا، تو آج بھی ہے نشانِ عظمت کا چراغ
پہاڑوں میں پوشیدہ ہیں داستانوں کے جمال

پیٹرا، اردن کا ایک تاریخی اور آثارِ قدیمہ کا شہر ہے، جو دنیا کے سات عجائبات میں شامل ہے۔ اسے ”گلابی شہر“ بھی کہا جاتا ہے ،کیونکہ اس کے تعمیراتی ڈھانچے گلابی رنگ کے پتھروں سے تراشے گئے ہیں۔ پیٹرا قدیم زمانے میں نبطی تہذیب کا دارالحکومت تھا اور اس کی تعمیر تقریباً ۳۱۲ قبل مسیح میں ہوئی تھی۔ یہ قوم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد نابیت کی نسل سے تھے یہ لوگ بت پرست تھے، ان کے یہاں تین بڑے خدا تھے جن میں ایک مرد اور دو عورتیں تھی۔



پیٹرا کا داخلی حصہ



پیٹرا سے محبت کے یہ الفاظ داخل ہونے پر استقبال کرتے ہیں

روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو قافلہ مصر لیکر گیا وہ بھی نبطی تھے ،اور بائبل نے بھی اسے بنی اسرائیل کا قافلہ قرار دیا ہے۔ ۷۴۷ عیسوی میں یہ شہر زلزلہ کی وجہ سے تباہ ہوکر دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

اس کو وادی موسیٰ بھی کہا جاتا ہے اور قریب جبل حر کی چوٹی واقع ہے ،جہاں حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک بھی ہے۔ سوئزرلینڈ سے تعلق رکھنے والے ایک مہم جو ڈاکٹر بروک ہارڈ کو جب یہ اطلاع ملی کہ یہاں کوئی شہر ہے ، جو دنیا کی نظروں سے چھپا ہوا ہے تو وہ وہاں پہنچا اور ۱۸۱۲ میں دنیا کی نظروں میں لے آیا۔

پیٹرا کو ۱۹۸۵ میں یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ ہر سال لاکھوں سیاح پیٹرا کا رخ کرتے ہیں، تاکہ اس کی شاندار تاریخ اور منفرد فنِ تعمیر کو دیکھ سکیں۔ پیٹرا نہ صرف اردن بلکہ دنیا بھر کے لیے ایک عظیم تہذیبی ورثہ ہے جو انسانی صلاحیت اور فن کے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

دن کے وقت پیٹرا پہنچے ،یہاں سے ہم لوگوں نے مغرب سے پہلے نکلنا تھا۔ پیٹرا میں داخل ہونے سے پہلے لگ نہیں رہا تھا کہ یہاں کوئی پہاڑی سلسلہ بھی ہے۔ تھوڑا دور ہی بائیں طرف آفس تھا ، جہاں سے ہم لوگ ، ٹکٹ لیکر اندر داخل ہوگئے سامنے چھوٹی چھوٹی دوکانیں تھیں آگے پیدل کا راستہ تھا



پیٹرا کی وادی جہاں قوم نبطی رہا کرتی تھی



پیٹرا سے محبت کے یہ الفاظ داخل ہونے پر استقبال کرتے ہیں

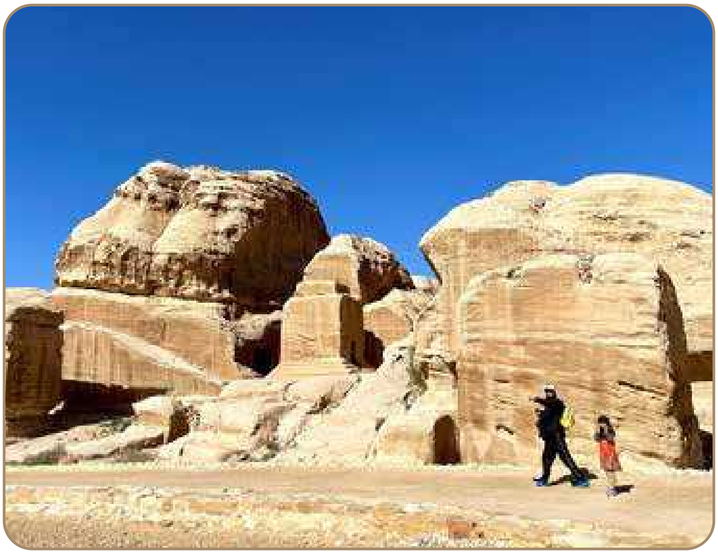


مولف وقارالیاسین و ڈاکٹر عثمان



پیٹرا میں موجود غار





پیٹرا کے پہاڑی سلسلے

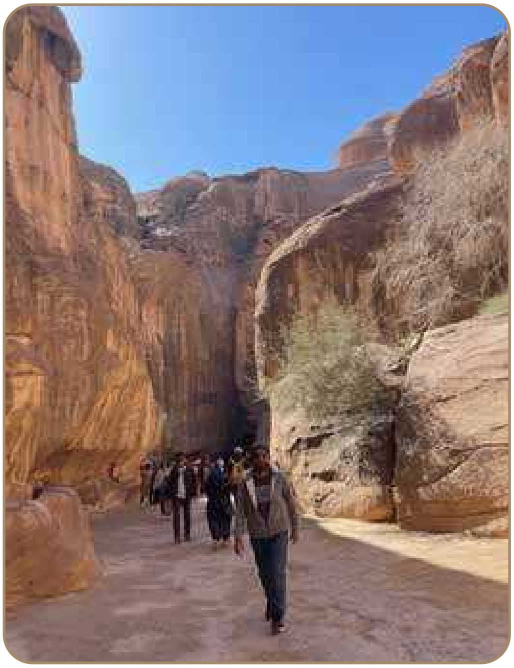


مولف وقارالیاسین

پیٹرا تک پہنچنے کے لیے سیق نامی ایک تنگ گلی سے گزرنا پڑتا ہے، جو تقریباً ۱.۲ کلومیٹر لمبی ہے اور دونوں طرف بلند چٹانیں ہیں۔ پیٹرا کی زیادہ تر عمارتیں چٹانوں میں تراشے گئے ہیں، جن میں رہائش کے مقامات، عبادت گاہیں، اور قلعے شامل ہیں۔



پیٹرا کی طرف جاتا ہوا رستہ



مولف وقارالیاسین

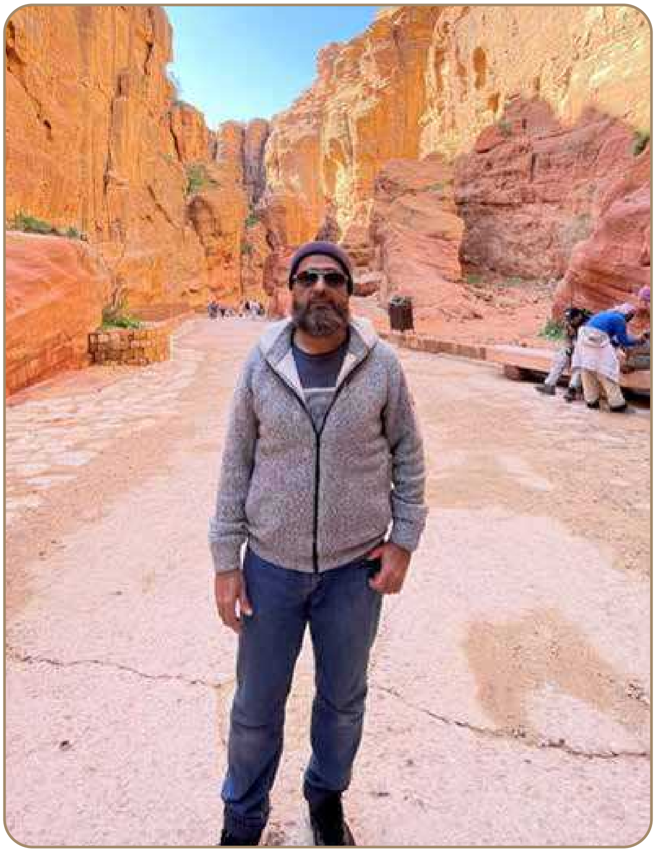


اویس وادی پیٹرا میں



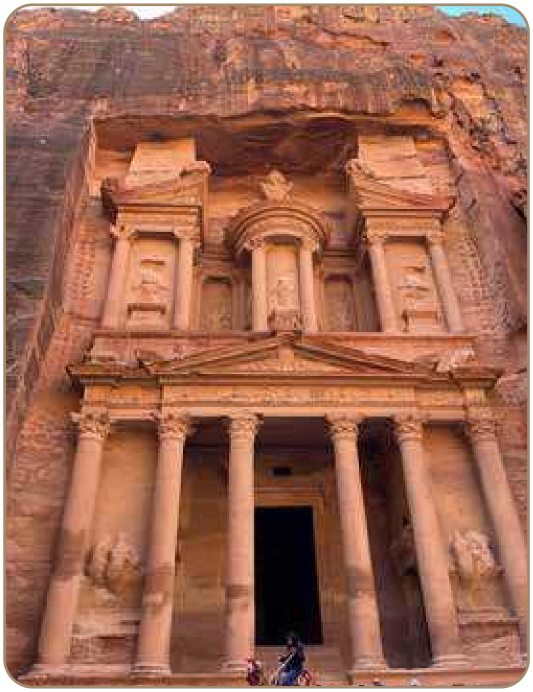
پیٹرا کی طرف جاتا ہوا راستہ



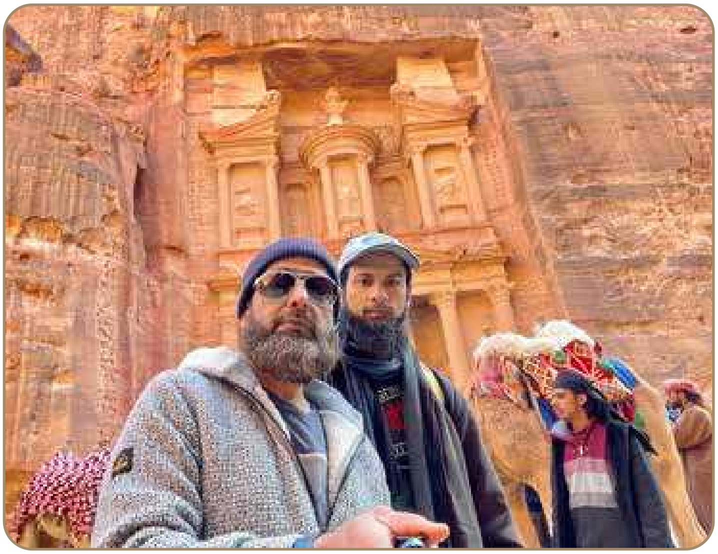


مولف وقارالیاسین

پیٹرا کی سب سے مشہور عمارت، "الخزانہ "ہے جسے چٹانوں کو تراش کر بنایا گیا ہے۔اور ایسا خیال کیا جاتا تھا کہ یہاں فرعون کا خزانہ مدفن ہے ،جبکہ ایسا کچھ نہیں ۔ اس کی تفصیلی نقش و نگار اور ستون قدیم فنِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ قدیم زمانے میں پیٹرا تجارتی مرکز کے طور پر مشہور تھا۔یہاں سے مصالحہ جات، ریشم، اور دیگر قیمتی اشیاء کی تجارت کی جاتی تھی۔



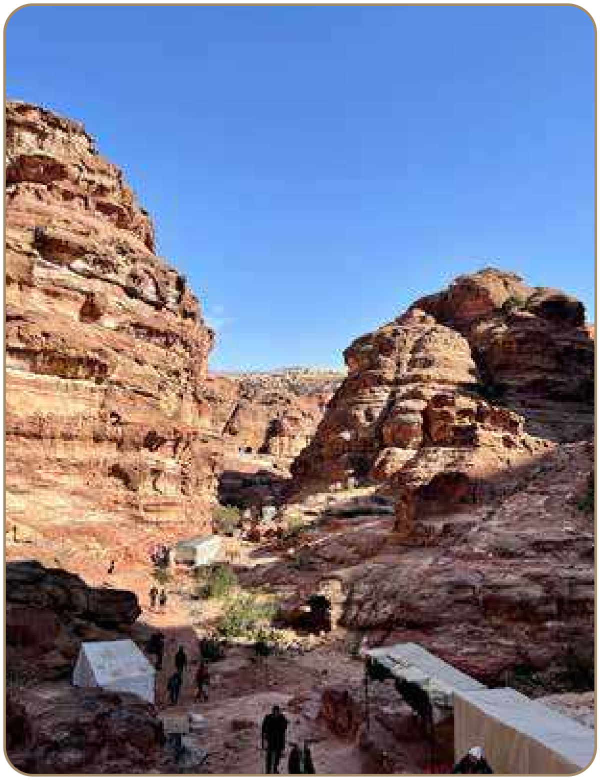
پیٹرا کی سب سے مشہور عمارت "الخزانہ"



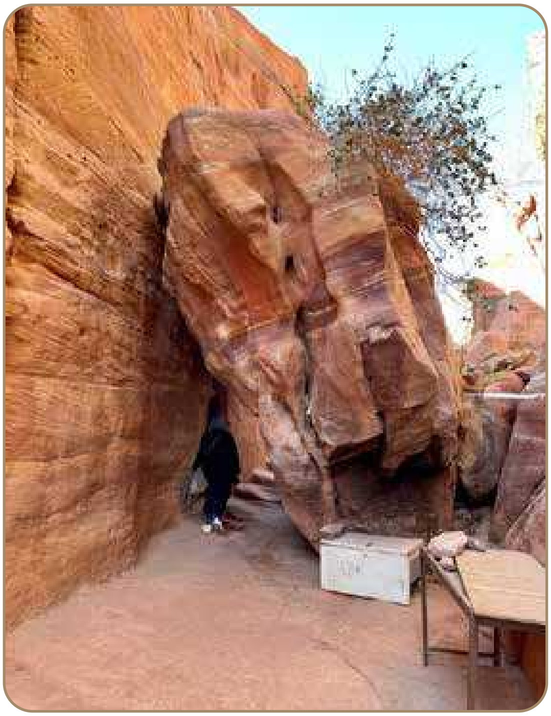
مولف وقارالیاسین و ڈاکٹر عثمان

پیٹرا کے نبطی باشندے پانی کے انتظام میں ماہر تھے۔ انہوں نے ندیوں کو موڑ کر آبی نظام بنایا تاکہ شہر میں پانی کی قلت نہ ہو۔

الخزانہ سے آگے پہاڑی سلسلہ تھا جو بہت ہی خوبصورت تھا اس پر چڑھ کر دوسری طرف پہنچنا اتنا آسان نہیں تھا، لیکن جائے بغیر رہ بھی نہیں سکتے تھے سفر گھنٹوں کا تھا اور جگہ جگہ پہاڑ کی اونچائی پر چھوٹی چھوٹی دوکانیں بھی تھیں، سفر گدھوں پر بھی کیا جاسکتا تھا لیکن مجھے کافی مشکل لگا کیونکہ وہ چٹانوں کے کونے پر چل رہے تھے ایسا لگتا تھا بس ابھی گر جائیں گے، لیکن گرتے نہیں تھے پھر بھی میں نے پیدل سفر کو ہی ترجیح دی اور دوسری طرف پہنچنے پر سانس بہت پھول گیا تھا، اور یہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ جو بھی دوسرے کونے تک پہنچ رہا تھا ایسے ہی حال میں تھا۔



پیٹرا کا داخلی حصہ



پیٹرا کے پہاڑوں پر چھڑنے کا راستہ

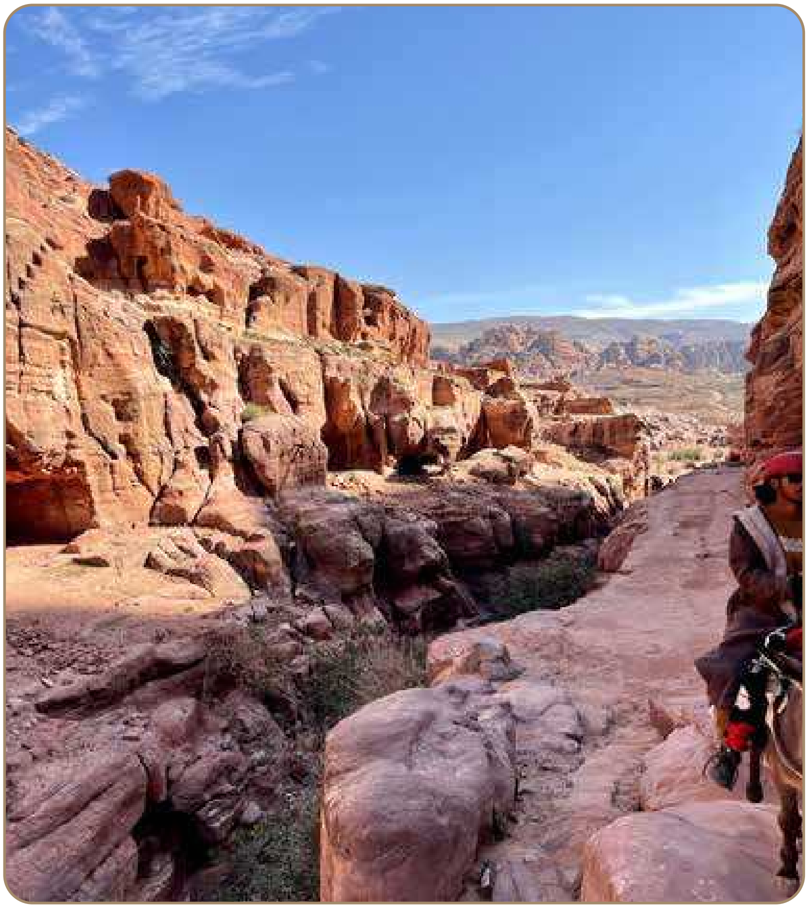




پیٹرا کی مشہور عمارت جو پہاڑوں کے دوسری طرف ہے



پہاڑ سے اترتے ہوئے اندازہ ہوا کہ پہاڑ پر چڑھنا جتنا مشکل ہے اترنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے ،اور اہلیہ صاحبہ اترتے ہوئے گر گئی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ زیادہ چھوٹ نہیں آئی پھر الخزانہ تک پہنچتے پہنچتے کافی تھک بھی چکے تھے ، اور مغرب کا وقت بھی قریب تھا اس لئے یہاں سے باہر تک ہم لوگوں نے گھوڑوں پر جانا قبول کیا۔



پیٹرا کا پہاڑی رستہ



پیٹرا میں مقامی بازار



ہارون نبی، چراغِ ہدایت کی اِک روشنی
رب کے نبی، ہیں رحمتِ حق کی روشنی

موسٰی کے ساتھی اور حق کے پیامبر
توحید کے داعی لئے صبر کی روشنی

لبوں پہ سچائی، دل میں اخلاص تھا
ہر لمحہ ءِ زندگی تیرا، دین کی روشنی

فرعون کے دربار میں، للکارنے والے
باطل پر عیاں تھی تیرے وقار کی روشنی

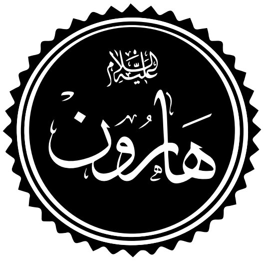
کلیمِ الٰہی کے ہی رہے سچے سفیر آپ
پیغامِ توحید سے ہوا دہر میں اجالا اور روشنی

ذکر تیرا قرآن کی آیات میں آیا
ثابت قدم و صبر کی تھی تلقین روشنی

ہے آج بھی چراغ، تیرے ذکر سے روشن
دین و حق کی عظمت سے یہ پھیلی روشنی

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكۡرًا لِّلۡمُتَّقِيۡنَۙ (سورہ الانبیاء - ۴۸)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سرتاپا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیز گاروں کے لئے۔



حضرت ہارون علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار جبل ہارون کی چوٹی پر ہے اور پیٹرا سے بھی کافی دور ہے ،گدھوں کی سواری لینے پر بھی کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں ، پتہ نہیں اُس دور میں حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار اتنی اونچائی پر کیوں بنایا تھا کیونکہ مزار اقدس مقامی آبادی سے بہت اوپر واقع ہے،اور اسے ۱۳ ویں صدی میں مملوک سلطان النصیر محمد نے بنوایا تھا تاہم اس کی درست جگہ کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اللہ نے آپ علیہ السلام کو فصیح وبلیغ لِسان عطا فرمائی تھی اس لئے آپ کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی طرح خطابت کا ملکہ حاصل تھا، جب اللہ نے نبی موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائیں ، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی زبان کی روانی کی کمی کا ذکر کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو ان کا مددگار اور شریک مقرر فرمایا ،اس لئے آپ علیہ السلام دعائے موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام و موسی علیہ السلام کا ذکر قرآن اور تورات میں ملتا ہے۔ لیکن آپ علیہ السلام کے نسب کا ذکر واضح طور پر قرآن یا حدیث میں نہیں لیکن تورات باب ٦ و یہودیت کی روایات کے مطابق

والد : حضرت عمران (عمران بن قاہث)

والدہ : حضرت یوکابد

بیوی : الیشیبا جو نخشون کی بہن تھیں۔

بھائی : حضرت موسیٰ علیہ السلام

بہن : مریم

یہودیت کی روایات کے مطابق حضرت ہارون علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ یہ چاروں بیٹے بنی اسرائیل کے قبیلے لاوی کے کہانت (پریسٹ ہوڈ) کے ذمہ دار تھے۔
قرآن میں ان کے بچوں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن تورات میں ان کے مطابق تفصیل دی گئی ہے۔

نادب

ابیہو

العیزر

اتمار

قرآن میں ذکرِ نبی ہارون علیہ السلام

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ؕ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ (سورہ الشعراء - ۱۲,۱۳)

انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج کہ میرے ساتھ چلیں۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ه (سورہ طہٰ - ۲۹)

اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا (سورہ الفرقان - ۳۵)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بھائی ہارون کو مددگار بنا کر ان کے ساتھ کیا۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (سورہ طہٰ - ۴۳)

دونوں (موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام) فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں جا کر توحیدِ حق کی دعوت دی اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا۔ فرعون نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا اور جادوگروں سے مقابلہ کروایا، لیکن اللہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے نے جادوگروں کو مغلوب کر دیا۔

جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر بیابان کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر ان کی رہنمائی کی۔ آپ ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے اور حکم کے مطابق کام کرتے رہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ سے ملاقات کے لیے گئے، تو ان کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل نے سامری کے کہنے پر ایک بچھڑا بنا کر اس کی عبادت شروع کر دی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں اس گمراہی سے روکنے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ باز نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپسی پر اس عمل پر سخت ناراض ہوئے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِیْ۔ (سورہ طہ ۹۷ - ۹۰)

اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگوں اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى

وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس کی پوجا پر قائم رہیں گے۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا

پھر موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکا۔

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِیْ

یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟

قَالَ يَابۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِیۡ وَلَا بِرَاۡسِیۡ ۚ اِنِّیۡ خَشِيۡتُ اَنۡ
تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ

کہنے لگے کہ بھائی میری داڑھی اور سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیئے۔ میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے
بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا۔

قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِیُّ

پھر (سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے؟

قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ
فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِیۡ نَفۡسِی

اس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے فرشتے کے نقش پا سے (مٹی کی) ایک
مٹھی بھر لی۔ پھر اس کو (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) اچھا بتایا۔

قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِی الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ
لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰٓی اِلٰهِكَ الَّذِیۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ
عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ فِی الۡيَمِّ نَسۡفًا

(موسیٰ نے) کہا جا تجھ کو دنیا کی زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک
اور وعدہ ہے (یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا اور جس معبود (کی پوجا) پر تو (قائم و) معتکف تھا اس کو
دیکھ۔ ہم اسے جلادیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اُڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے۔



مزار اقدس نبی ہارون علیہ السلام کا بیرونی منظر



مزار اقدس نبی ہارون علیہ السلام



پہاڑ کی چوٹی پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار

یہ کیسا حسین منظر ہے یہ بستی کیسی بستی ہے
یہ حسن کی کہانی اور ہاں خامشی کی بستی ہے

ہر ذرہ یہاں پر ہے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے
ہر سنگ تیرے تراشیدہ، خیالوں کی بستی ہے

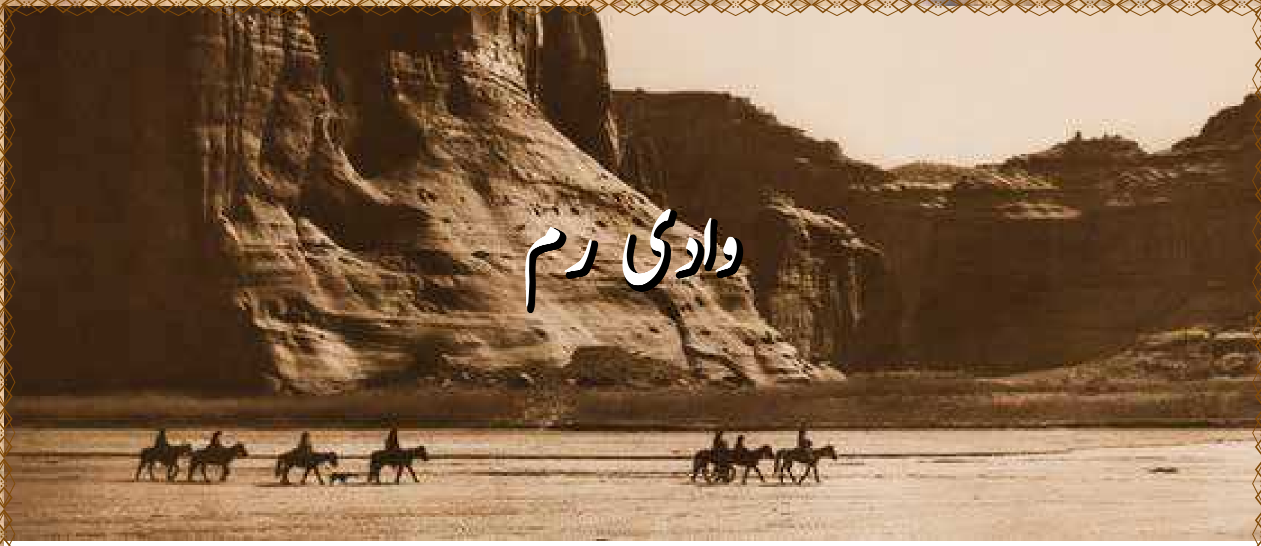
ریگزار میں پوشیدہ ہیں صدیوں کے راز کتنے
ہر شام کی کرنوں میں ڈوب کر یہ سوجاتی ہے

اس بستی کی شامیں بھی سحر کی مانند لگتی ہیں
سرخی مائل ریت کو اوڑھے یہ چمکیلی سی بستی ہے

ہوا کی سرگوشی میں لگتا ہے ویرانی کا راگ
پہاڑوں کی خاموشی میں یہ سوئی ہوئی بستی ہے

یہ وادی رم ہے، یہاں ماضی جیسے ٹھہر گیا ہو
فطرت کی گود میں بیٹھی جادو کی سی بستی ہے

اپنا آپ بھلا دیتا ہے آکر ہر انسان یہاں
گہری نیند میں سوئی ہوئی خوابوں کی بستی ہے



وادی رم

پیٹرا سے وادی رم تقریباً ایک گھنٹہ کی مسافت پر تھا وہاں پہنچتے پہنچتے مغرب ہوچکی تھی ہمارے وین ڈرائیور کی حد وادی رم کے داخلی دروازے تک تھی یہاں سے آگے کے لئے دوسری گاڑیاں ہم لوگوں نے پہلے ہی بک کی ہوئی تھی، جس نے ہمیں صحرا کے اندر لیکر جانا تھا اور وہاں ہم نے ایک رات بسر کرنی تھی ، اگلے دن ہمارے ڈرائیور نے یہاں گیٹ پر ہی ملاقات کرنی تھی۔

ہم نے جن لوگوں کے ساتھ بکنگ کی تھی وہ یہاں موجود تھے ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھایا، گاڑی کے اندر تو صرف چار لوگوں کو ہی جگہ ملی باقی لوگ پچھلے کھلے حصہ میں بیٹھے یہ کسی بھی صحرا میں اور وہ بھی رات کے وقت داخلے کا میرا پہلا تجربہ تھا جیسے ہی ہم صحرا میں داخل ہوئے، وہاں اتنا گھپ اندھیرا تھا کہ ساتھ بیٹھا ہوا شخص بھی نظروں سے اوجل ہوگیا تھا اور ریت اتنی اڑ رہی تھی کہ منہ کے آگے رومال رکھنا پڑ رہا تھا ،پھر ہم صحرا میں وہاں پہنچے جہاں ہم نے رات گزارنی تھی وہاں ہمارے میزبانوں نے صحرا میں کچھ روشنی کی ہوئی تھی ، ہم لوگوں کو ہمارے میزبان ایک طرف لے آئے اور کہا آپ لوگوں کا کھانا اس ریت میں ہے میں سمجھا ازاہِ مزاق یہ بات کی ہے، لیکن جب ان لوگوں نے ریت کو ہٹایا تو واقعی اس میں ان لوگوں نے کھانا بنایا تھا (ان لوگوں نے پہلے ریت کو گرم کیا تھا، پھر مرغی، چاول اور سبزی ایک ڈرم میں بند کرکے اس گرم کئے ہوئے گڑھے میں رکھ دی ،اور اوپر سے ریت سے ڈھک دیا تو گرم ریت سے کھانا پک گیا)۔

کھانا بہت مزے دار تھا ،اور کھانے کے بعد ہمارے خیمے کی چابیاں ہمیں دی گئی جو بڑے خیمے کے باہر بنے ہوئے تھے ،اور اس میں داخل ہونے پر احساس ہوا کہ سردیوں میں ہیٹر والے خیمہ بک کرنے چاہیے تھے ،جو کہ ہماری غلطی تھی لیکن کمبل کافی اچھا تھا ایک دفعہ اوڑھ لو تو اچھا گرم ہوجاتا تھا ،پھر کمبل اتارنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اس طرح ہماری رات گزری پھر علی الصباح نماز ، ذکرو اذکار سے فارغ ہوکر باہر آگئے ، سردی سے تو برا حال تھا لیکن جب سورج صحرا میں طلوع ہو رہا ہو تو بہت ہی حسین لگتا ہے یہ لمحہ کھونا نہیں چاہتا تھا، ہم لوگوں نے گھوم پھر کر مختلف مقامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کچھ تصاویر بھی لی ،اس کے بعد ناشتے کے لئے بڑے خیمے میں آگئے جہاں ہم لوگوں نے رات کا کھانا کھایا تھا اس کے بعد ہماری روانگی تھی، خیمے کے درمیان میں روایتی انداز میں آگ جل رہی تھی اس پر قہوہ رکھا ہوا تھا اس آگ کی وجہ سے خیمے میں سردی کا احساس کافی کم تھا اور ان لوگوں نے ناشتے کا کافی اہتمام کیا تھا جس میں ابلے ہوئے انڈے، پنیر، ڈبل روٹی و دیگر چیزیں شامل تھیں پھر یہاں سے ہم لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہی صحرا کی سیر پر نکلے اس کے بعد انھوں نے ہمیں صحرا کے داخلی دروازے پر چھوڑا جہاں ہمارا ڈرائیور ہمارے انتظار میں تھا جس نے ہمیں لیکر واپس عمان جانا تھا۔

وادی رم، جسے "وادی القمر" (چاند کی وادی) بھی کہا جاتا ہے، اردن کے جنوب میں شہر اقابہ کے قریب واقع ایک شاندار صحرا ہے۔ یہ جگہ اپنی قدرتی خوبصورتی، منفرد جغرافیائی خصوصیات، اور تاریخی اہمیت کی وجہ سے مشہور ہے۔ وادی رم کی تاریخ نہ صرف قدرتی جغرافیہ پر مبنی ہے، بلکہ انسانی تہذیب کے آثار سے بھی مالا مال ہے۔

وادی رم کی زمین اور چٹانیں تقریباً ۳۰ ملین سال پرانی ہیں۔ یہ علاقہ ریت کے طوفانوں اور قدرتی عوامل کے زِیر اثر تشکیل پایا، جس کی وجہ سے یہاں بلند و بالا چٹانیں، ریت کے میدان، اور قدرتی محرابیں بن گئیں۔ وادی رم کے سرخ، گلابی، اور زرد رنگ کے پہاڑ اور ریت قدرتی خوبصورتی کی منفرد مثال پیش کرتے ہیں۔

تقریباً ۴۰۰ قبلِ مسیح میں نبطی قوم نے وادی رم پر قبضہ کیا اور اسے اپنے تجارتی راستے کا حصہ بنایا۔ نبطیوں نے وادی رم کو عربی جزیرہ نما اور بحیرہ روم کے درمیان سامان کی تجارت کے لیے استعمال کیا۔ ان کے بنائے ہوئے کنویں اور آبی نظام آج بھی وادی رم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔



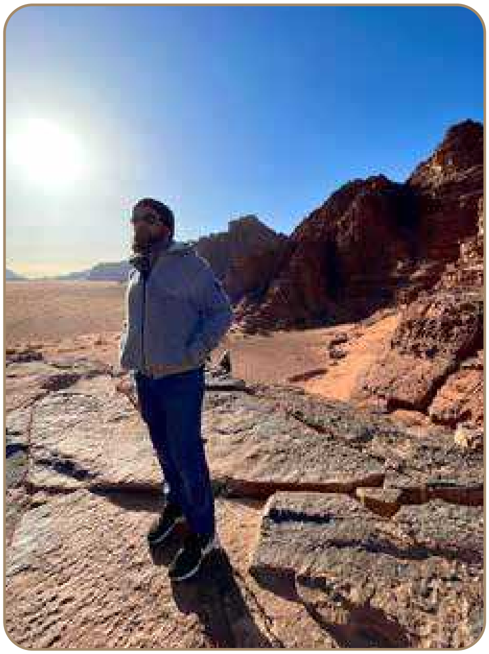
وادی رم دنیا کے نقشہ پر



وادی رم



وادی رم کے خوبصورت پہاڑ

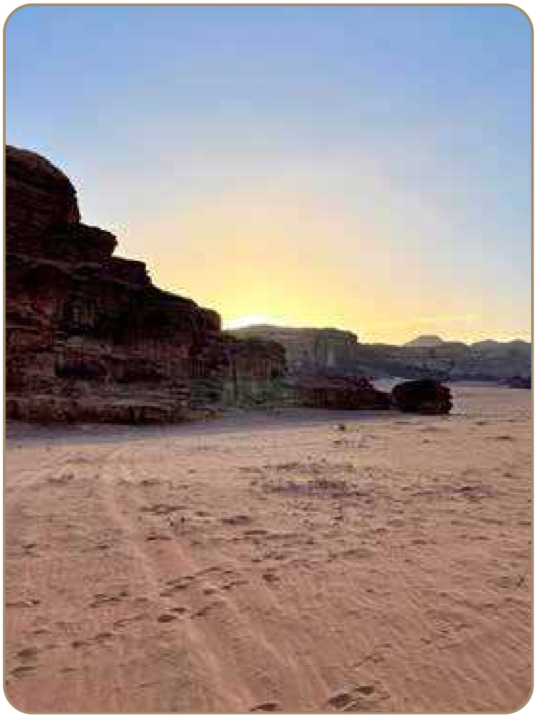


مولف وقار الیاسین وادی رم میں





وادی رم میں طلوع آفتاب کا منظر



وادی رم







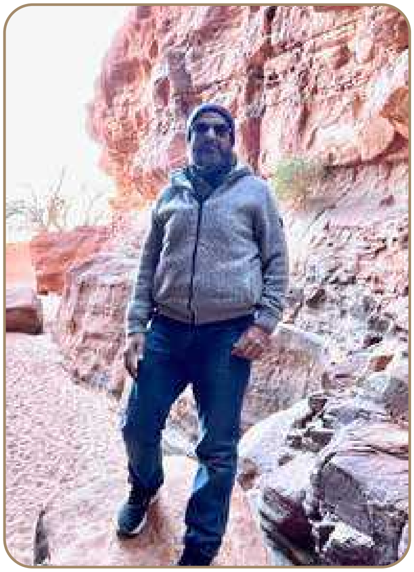


یہ تصویر وادی رم کے مقام الخزعلی کی تاریخ کو بیان کرتی ہے۔

یہ مقام جو نقش و نگار اور صخری فن سے بھرپور ہے، جبل الخزعلی کو کاٹتی ہوئی ایک تنگ دراڑ ہے۔ چونکہ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں صحرا میں پانی جمع ہوتا تھا، اسی زمانہ قدیم سے اس جگہ کو مودس اور یہاں تک کہ بابرکت سمجھا جاتا ہے، اور عربی کوفی رسم الخط میں تحریریں پتھروں پر کندہ نقوش جو انسانوں، جانوروں اور قدموں کے نشانات کو ظاہر کرتے ہیں۔



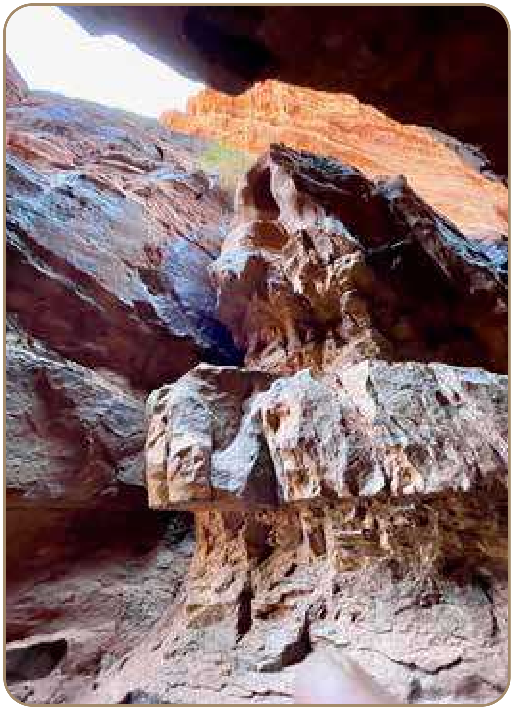
یہ تصویر جس میں چٹانوں پر کندہ قدیم نقوش اور تحریریں موجود ہیں صاف نظر آرہے ہیں۔ یہ نقوش پتھریلے آرٹ اور قدیم عربی خطاطی کا ایک مظہر ہیں، جو انسانی تاریخ اور ثقافت کا ایک اہم حصہ ہے۔ ان چٹانوں کو یونیسکو نے عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کیا ہے۔
یہ نقوش اس وقت کے لوگوں کی ثقافت، روزمرہ زندگی اور روحانی عقائد کی عکاسی کرتے ہیں



مولف وقار الیاسین مقام جبل الخزعلی میں



مقام جبل الخزعلی کا بیرونی منظر



مقام جبل الخزعلی اندرونی منظر



اویس ، مؤلف وقارالیاسین ، ڈاکٹر عثمان ، عمر اور وادی رم کے مقامی لوگوں کے ساتھ ایک یا دگار فوٹو

آج وادی رم ایک مشہور سیاحتی مقام ہے اور یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل ہے۔ یہاں سیاح جیپ سفاری، کیمپنگ، اور پہاڑوں پر چڑھنے جیسے ایڈونچر کا لطف اٹھاتے ہیں اور ہالی وڈ کی کئی فلمیں یہاں بن چکی ہیں۔



اُم قیس

اردن کے شمال میں واقع ایک تاریخی شہر اُم قیس ہے جوایک بلند مقام پر واقع ہے، جہاں سے اردن، شام، اور فلسطین کے اہم علاقے نظر آتے ہیں ،اور جھیل طبریہ، دریائے اردن، اور گولان کی پہاڑیاں بھی یہاں سے دکھائی دیتی ہیں۔

اس کی تاریخ کئی ہزار سال پرانی ہے۔ جدارا یونانی تہذیب کے زمانے میں ایک اہم مرکز تھا ،اور بعد میں رومی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ ام قیس میں ایک عظیم رومی تھیٹر، ستونوں والی گلیاں، اور دیگر اہم آثارِ قدیمہ موجود ہیں جو اس کے شاندار ماضی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ہم لوگ یہاں ۱۵ فروری ۲۰۲۳ کو دوپہر تقریبا ۴ بجے تک پہنچے یہاں کی اچھی بات یہ تھی کہ یہاں داخلے پر کوئی فیس نہیں ہے، اوریہاں سارا سفر پیدل ہی کرنا تھا اور موسم بھی کافی خوش گوار تھا تو کسی تکلیف کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑا ،اور داخلے پر ہی مقامی گائڈ بھی مناسب اجرت پر مل جاتے ہیں جس سے یہاں کی تاریخ کو سمجھنے کافی آسانی ہو جاتی ہے۔

بازنطینی دورِ حکومت نے اُم قیس میں کئی گرجا گھر تعمیر کیے گئے تھے اور ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کے عروج کے بعد، اُم قیس اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

یہ ایک اوپن ایئر میوزیم کی طرح ہے جہاں قدیم یونانی، رومی، بازنطینی اور عثمانی دور کے آثار دیکھنے کو ملتے ہیں۔

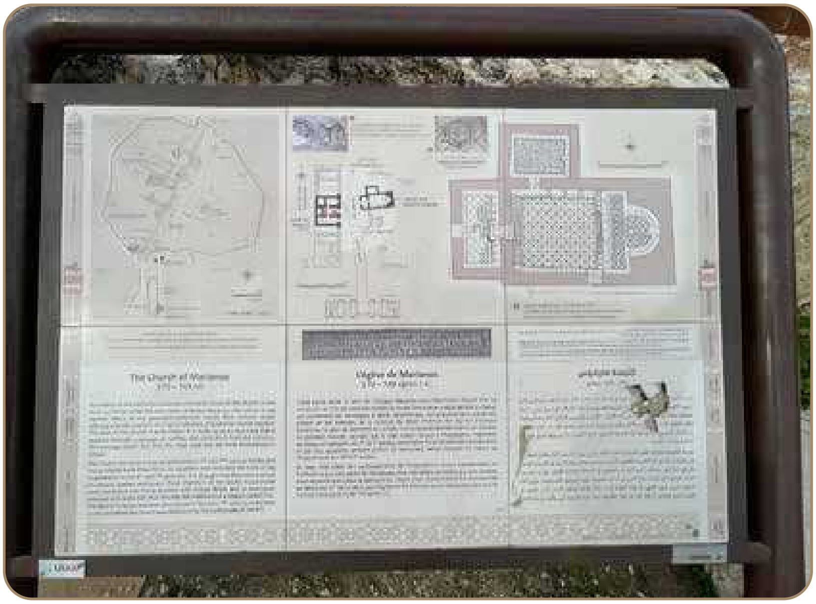


ام قیس دنیا کے نقشہ پر



ام قیس کا داخلی دروازہ







ام قیس کا اندرونی منظر



وہ جگہ جہاں رومی دور میں دوکانیں ہوا کرتی تھی





رومی تھیٹر











فہرست حوالہ کتاب

صحیح بخاری (شیخ ابو عبد اللہ محمد بن اسمائیل البخاری رحمتہ اللہ علیہ)

سیرہ المصطفی (حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ)

قصص الانبیاء (ترجمہ: مولانا عطاءاللہ ساجد)

قصص الانبیاء (ترجمہ: مولانا عبدالرشید صاحب)

دیوان الا میر الشاعر عبداللہ بن رواحہ (تحقیق :الشیخ محمد علی القطب)

انبیاء کی سرزمین میں (از مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی رحمتہ اللہ علیہ)

الرحیق لمختوم (مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمتہ اللہ علیہ)

تاریخ ابن کثیر جلد اول (ترجمہ : پروفیسر کوکب شادانی)

معارف القران (مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمتہ اللہ علیہ)

جہاں دیدہ (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

صراط الجنان فی تفسیر القران (مفتی محمد قاسم صاحب)

سیرت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (از مولوی ابو محمد امام الدین رام نگری صاحب)

حیاۃ الصحابہ جلد اول (حضرت محمد یوسف کاندھلوی، ترجمہ: مولانا محمد احسان الحق صاحب)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی (محمد حنیف عبد المجید صاحب)

اجازت نامہ حلقہ ذکر و مراقبہ

۲۶/۲/۲۰۱۵

بسم اللہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

گر ہمی خواہی کہ گردی در دو عالم ارجمند۔ دائماً باشی غلام خاندانِ نقشبند۔

اللہ تبارک تعالیٰ اور جناب سرورِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی ہے عاجز عبد السلیم خان بخاری حضرت مرشدِ گرامی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت کے بعد اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی توفیق کے لئے برطانیہ میں عزیزی وقار الیاسین خان کو ذکر و مراقبہ کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آخرت میں ہماری شرم رکھ لے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اطاعت اور غلامی نصیب فرمائے آمین ثم آمین

عاجز
عبد السلیم خان بخاری نقشبندی مجددی
عبد السلیم خان بخاری
حال مقیم مدینہ منورہ
۲۶/۲/۲۰۱۵

بقلم ڈاکٹر رفیع الدین
خلیفہ مجاز حضرت عبد السلیم بخاری
۲۶/۲/۱۵

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایم اے اردو، ایم اے فارسی، ایم اے انگریزی، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ سندھ یونیورسٹی اولڈ کیمپس حیدرآباد میں آدھی صدی سے رشد و ہدایت میں مصروف ہے یہ فیضان بکرِ نظر حضرت صاحب کا ہی صدقہ ہے۔ حضرت تقریباً ۹۵ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "اقبال اور قرآن" بہت مشہور ہے۔

(ہمارے حضرت عبد السلیم خان بخاری صاحب حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری کی اولاد میں ہیں دعا ہے کہ ان کا سایہ تا دیر سلامت رہے)

نقشبندیہ مجدّدیہ

یہ اس وقت کی ضرورت ہے کہ ایسی کتاب
کو منظر عام پر لایا جائے جو ملک اردن میں
انبیاء علیہ الصوۃ والسلام و صحابہ رضوان تعالی
علیہم اجمعین کے مدفن مقامات کی مستند
حوالہ سے نشاندہی کرے اور عوام و الناس
کے لئے آسانی میسر کرے

وقار الیاسین خان



NAQSHBANDIYA.ORG
London, UK Branch
facebook.com/naqshbandiya.org
info@naqshbandiya.org